[Year]

اقوالِ مولا علی کرم اللہ وجہہ

پیشکش: صاحبزادہ

سیّد شاہ رُخ کمال

مکرّم گیلانی

Syed Shahrukh Kamal

Sohney Mehrban Welfare Organization

حمد

ساری تعریفیں اس کے لیے ہیں، قوتِ گویائی رکھنے والی تمام ہستیاں جس کی مدح و ثنا سے قاصر ہیں، شمار کرنے والے جس کی نعمتوں کو گننے سے عاجز ہیں، کوشش کرنے والے جس کا حقِ نعمت ادا نہیں کر سکتے۔

وہ خُدا جس کی حقیقت بلند ہمتوں کے ادراک سے باہر ہے، فکر کی گہرائیاں جس تک پہنچ نہیں سکتیں۔ اس کی صفات لامحدود ہیں، کوئی نعمت جس کی توصیف نہیں کر سکتی، کوئی وقت جس کا شمار نہیں کر سکتا۔ کوئی طویل مدت جس کی انتہا نہیں بتا سکتی۔

اس نے خلائق کو اپنی قدرت و اختیار سے پیدا کیا، ہواؤں کو اپنی رحمت و مہربانی سے پھیلایا، مُتحرّک و لرزاں زمیں پر پہاڑوں کی میخیں نصب کیں اور اس کو مستحکم و استوار کیا۔

حمد

ساری حمد و ثنا اس ذاتِ واحد کے لیے جس کی رحمت سے کوئی مایوسی نہیں، جس کی نعمت سے کوئی خالی نہیں، جس کی مغفرت سے نا اُمیدی نہیں، جس کی پرستش سے کوئی عار محسوس نہیں ہوتا۔ وہ ایسا ہے جس کی رحمت ہمیشہ رہنے والی ہے اور جس کی نعمت کبھی ختم ہونے والی نہیں۔

حمد

حمد اُس خُدا کے لیے سزاوار ہے جو چھپے ہوئے امور کا جاننے والا ہے، مظاہرِ کائنات جس کے وجود پر دلالت کرتے ہیں، آنکھ کی روشنی سے جس کا دیدار محال ہے۔ جس نے اسے دیکھا نہیں وہ اس کے وجود سے انکار کا حق نہیں رکھتا اور جس دل نے اس کے وجود کا اقرار کر لیا وہ اس کی ذات کا ادراک نہیں کر سکتا۔

وہ بلندی میں سب پر برتری رکھتا ہے اور قرب میں سب سے زیادہ نزدیک ہے، کوئی چیز بھی اس سے قریب تر نہیں مگر اس کی بلندی نے اسے اپنی مخلوق سے دور نہیں کیا اور نہ نزدیکی کے سبب وہ مخلوق کے برابر ہو سکتا ہے۔

عقلیں اس کی صفات کی حدود سے باخبر نہیں مگر اس نے اپنی مخلوق کو بقدرِ ضرورت اپنی معرفت سے محروم بھی نہیں رکھا۔

وہ ایک ایسی ہستی ہے جس کے آثار و علامات قلبِ منکر کو اس کی گواہی دینے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ بلاشبہ خُدا اس بات سے پاک اور بلند ہے کہ اسے کسی مخلوق سے تشبیہ دی جائے یا اس کے وجود سے انکار کرنے کی جرأت کی جائے۔

حمد

اس اللہ کی حمد جس نے اپنی سلطانی کے آثار اور کبریائی کا جلال اس طرح ظاہر کیا کہ عجائبِ قدرت کے ذریعے آنکھوں کی پتلیوں کو حیران کر دیا اور دلوں کے اُبھرتے ہوئے خیالات و جذبات کو حقیقت کی صفت سے آشنا کیا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ گواہی ایمان و یقین اور اخلاص و وثوق کے ساتھ ہے۔

خدا کی معرفت

میں نے خدا کو ارادوں کے ٹوٹنے اور عُقدوں کے حل ہونے سے پہچانا۔

خدا کی معرفت

تنہائیوں میں گناہ کرنے سے ڈرو کیونکہ جو گواہ ہے وہی حاکم ہے۔

خدا کی معرفت

آنکھیں ظاہری بینائی سے خدا کا ادراک نہیں کر سکتیں لیکن قُلوب حقائقِ ایمان کی روشنی میں اس کا ادراک کرتے ہیں۔

خدا کی معرفت

میں نے حق میں کبھی شک نہیں کیا، جب سے اسے دیکھا ہے۔

خدا کی معرفت

نہ میں نے کبھی جھوٹ بولا، نہ مجھ سے جھوٹ بلوایا جا سکا، نہ کبھی گمراہ ہوا، نہ مجھے گمراہ کرایا گیا۔

خدا ہمیشہ سے موجود ہے، حادث و نو پید نہیں، وہ ایک ایسا موجود ہے جس کی ہستی عدم و نیستی کے بعد نہیں۔ وہ ہر چیز کے ساتھ ہے لیکن بطورِ ہمسر نہیں، ہر چیز سے الگ ہے۔ لیکن اس سے کنارہ کش نہیں، ہر چیز کا فاعل ہے لیکن اس کا فعل حرکات و آلات کا نتیجہ نہیں۔

قرآن

قرآن میں تمہارے اگلوں کی خبریں، پچھلوں کی باتیں اور تمھارے درمیانی احکام ہیں۔

قرآن

مکمل زُہد قرآن کے دو لفظوں میں ہے۔ جو ہاتھ سے نکل جائے اس کا غم نہ کریں اور جو ملے اس پر خوش نہ ہوں۔ گویا جس نے گئی ہوئی چیز پر حسرت اور ملی ہوئی شے پر اظہارِ مسرت نہ کیا، اُس نے زُہد کے اوّل و آخر کو پالیا۔

قرآن حکم بھی دیتا ہے، منع بھی کرتا ہے، خاموش بھی ہے، گویا بھی ہے۔ قرآن دنیا پر خدا کی حجّت ہے جس کے لیے اس نے عہد لے لیا ہے اور دلوں کو اس کا پابند بنایا ہے۔ اس کے نور کو تمام اور اس کے دین کو کامل کیا ہے۔

قرآن

قرآن ایک ایسا ناصح ہے جو کبھی خیانت کا مرتکب نہیں ہوا، ایسا راہنما ہے جو کبھی گمراہ نہیں کرتا، وہ ایک ایسا سخن گو ہے جو کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ جو اس کا ہم نشیں بنا اس کی ہدایت اور رستگاری میں اضافہ ہوا یا اس کی بے بصیرتی اور گمراہی کم ہو گئی۔ جان لو کہ علمِ قرآن کے بعد کسی کے لیے کسی طرح کی محتاجی نہیں اور واقفیت سے پہلے کسی کے لیے قرآن سے استغنا ممکن نہیں۔ لہٰذا تم اسی سے اپنے امراض کا مداوا چاہو اور اسی کے ذریعہ ہر دشمن پر نصرت کے طالب ہو۔

قرآن نے قیامت کے دن جس کسی کی شفاعت کی، اس کی شفاعت ضرور قبول ہو گی اور جس کو برا قرار دیا وہ نقصان سے نہ بچ سکے گا۔

پس تم اس کے پیرو اور کاشتکار بن جاؤ، اپنے رب تک پہنچنے کے لیے اس کو راہبر بناؤ۔ اپنے نفوس کے لیے اس سے نصیحت حاصل کرو، اس کے خلاف اپنی رائے کو غلط اور مہمل سمجھو اور اس کے مقابلے میں اپنی خواہشات کو خیانت کار قرار دو۔

قرآن

قرآن کا ظاہر دل فریب ہے اور باطن عمیق ہے، نہ اس کے عجائبات کبھی انتہا پر پہنچیں گے اور نہ اس کے غرائب کبھی ختم ہوں گے۔ تاریکیاں اگر دور ہو سکتی ہیں تو صرف اسی سے۔

نعت

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں جنہیں خدا نے اس وقت بھیجا جب ہدایت کے نشان پرانے ہو چکے تھے اور دین کے راست مٹ چکے تھے۔ انہوں نے کھلم کھلا حق کی دعوت دی، دنیا کو نصیحت کی، ہدایت کی طرف راہبری کی، سیدھے راستے پر چلنے کا حکم دیا۔

نعت

اے زمینوں کو بچھانے والے، آسمانوں کو بلندیوں پر روکنے والے، خوش نصیب و بدنصیب، دلوں کو ان کی فطرتوں پر پیدا کرنے والے! اپنی بہترین نعمتیں اور روز افزوں درود اس بندے اور برگزیدہ رسول محمد ﷺ پر نازل فرما جو خاتمِ وحی و رسالت ہے اور مشکلات کے راستوں کا کھولنے والا ہے، جس نے حق کو حق سے آشکارا کیا، باطل کے لشکروں کو دھکیل دیا، گمراہی اور ضلالت کو ناپید کیا۔

وہ تیرے اسرار و رموز کے امین اور قیامت کے دن تیری جانب سے شاہد اور گواہ ہوں گے۔ وہ سچائی کے ساتھ تیرے بندوں کی طرف بھیجے ہوئے رسول ہیں۔

تخلیقِ آدم علیہ السلام

جب خُداوندِ اعلیٰ آسمان و زمین، آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کو پیدا کر چکا تو اس نے سنگلاخ و ہموار، شور اور قابلِ کاشت زمین سے ذراتِ خاکی کو اکٹھا کیا، اس کو پانی میں لت کیا کہ وہ خالص اور پاکیزہ ہو جائے۔ پھر اسے تری میں گوندھا یہاں تک کہ زمین کے عناصر ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے۔

اس سے خُدا نے ایک صورت خلق کی جس میں کچھ ٹیڑھی ہڈیاں، اعضا، جوڑ اور پٹھے تھے۔ اسے ایک خاص مدت اور مخصوص وقت تک اسی طرح رکھا رہنے دیا حتیٰ کہ وہ سوکھ کر خشک ہو گئی اور سخت ہو کر کھنا کے کی آواز دینے کے قابل ہو گئی۔

پھر خدا نے اس میں اپنی روح پھونک دی۔ اب ایک ایسا انسان پیدا ہو گیا جو ذہین ہے اور ذہن سے کام لیتا ہے، جو صاحبِ فکر ہے اور فکر کو کام میں لاتا ہے، جو صاحبِ اعضا و جوارِح ہے اور ان سے خدمت لیتا ہے۔

تخلیقِ آدم علیہ السلام

پھر خُدا نے فرشتوں سے چاہا کہ وہ اس کی امانت کا حق ادا کریں۔ اس سے انہیں اپنے عہد و وصیت کی طرف متوجہ کیا کہ آدم کو سجدہ کریں اور اس کی عظمت و بزرگی کے سامنے سرِ نیاز جھکا دیں۔

سب نے سجدے میں سر جھکا دیے سوا ابلیس کے جسے آدم کو سجدہ کرتے غیرت دامن گیر ہوئی۔ اس پر شقاوت طاری ہو گئی۔ اپنے آگ سے پیدا ہونے کا خیال کر کے اس نے غُرور کیا اور مٹی کے بنے ہوئے آدم کو حقیر و کم مایا جانا۔ اللہ نے اس کو مہلت عطا فرمائی کہ وہ غضبِ الٰہی کا مستحق ہو جائے، بد بختی پورے طور پر تمام ہو جائے اور وعدہ پورا ہو کر رہے۔ چنانچہ خدا نے فرمایا کہ تجھے وقتِ معلوم تک کے لیے مہلت دی جاتی ہے۔

پھر خدا نے آدم کو ایک ایسے مکان میں رکھا جس میں زندگی کی ہر آسائش مہیا تھی۔ یہاں وہ بڑی عافیت و امن سے تھا۔ خدا نے اس کو شیطان اور اس کی دشمنی سے ہوشیار اور چوکنا رہنے کی تاکید بھی کی لیکن آخر کار شیطان نے آدم کو دھوکا دے ہی دیا۔

پھر خدائے تعالیٰ نے آدم کی توبہ قبول کی اور اپنے کلمہ رحمت سے نوازا۔ اس سے جنت میں پھر بلا لینے کا وعدہ کیا اور آخر اسے دار البلاء میں اتارا جو توالد و تناسل کی دنیا ہے۔

اہلِ بیت علیہم السلام

ہم مسند نشین صدرِ محفل ہیں جہاں پیچھے رہ جانے والے آگے بڑھ کر اور آگے بڑھ جانے والے پلٹ کر آتے ہیں۔

اہلِ بیت علیہم السلام

جو ہم اہلِ بیت سے محبت کرے، اسے فقر کی چادر اوڑھنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

اہلِ بیت علیہم السلام

پہاڑ مجھ سے محبت کرتے تو وہ بھی پھٹ پڑتے۔

اہلِ بیت علیہم السلام

ہمارا معاملہ بہت مشکل اور پیچیدہ ہے۔ اس کی تاب وہی بندہ لا سکتا ہے جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لیے آزما لیا ہو۔

اہلِ بیت علیہم السلام

دنیا ہم سے برگشتہ ہونے کے بعد اس طرح ملے گی جیسے بدمزاج اونٹنی اپنے بچے پر جھکتی ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"اور ہم نے فیصلہ کیا کہ زمین کے مظلوم رہنے والوں پر احسان کریں، انھیں امام بنائیں اور وارث بھی۔"

اہلِ بیت علیہم السلام

وہ رسولِ خدا ﷺ کے راز دار "امر" کی جائے پناہ، علم کی ودیعت گاہ، حکمت کے ملجا و ماویٰ، اس کی کتابوں کے خزانے اور رسول کی حفاظت کے لیے ایک چٹان ہیں۔ یہی ہیں جنہوں نے دین کی جھکی ہوئی پشت کو سیدھا کیا اور جن کے دم سے بازوئے اسلام کی کپکپاہٹ دور ہوئی۔

اہلِ بیت علیہم السلام

ہم اہلِ بیت حکمت کے دروازے اور امرِ خدا کی روشنی ہیں۔

ایمان

ایمان کے چار ستون ہیں۔ صبر، یقین، عدل، جہاد۔

صبر کے چار شعبے ہیں۔ شوق، خوف، زُہد، اُمید۔ جو شخص جنت کا مشتاق ہوتا ہے وہ خواہشات سے الگ ہو جاتا ہے۔ جسے آتشِ جہنم کا خوف ہوتا ہے وہ حرام سے بچتا ہے۔ جو زُہد کو اختیار کرتا ہے اسے مصیبتیں ہلکی معلوم ہوتی ہیں۔ جسے موت کی امید ہوتی ہے وہ نیک اعمال میں جلدی کرتا ہے۔

یقین کی چار شاخیں ہیں، نکتہ رسی، حقائق تک نظر پہنچنا، عبرتوں سے سبق لینا اور سابقین کے اچھے طریقے اپنانا۔ تو جس نے نگاہِ نکتہ رس پالی، حکمت اس پر واضح ہو گئی اور جس پر حکمت کا اِنکشاف ہوا اس نے عبرت کو پہچان لیا اور جو عبرت کو سمجھ گیا وہ گویا گزرے ہوئے انسانوں میں رہ لیا۔

عدل کے چار شعبے ہیں۔ سمجھ کی باریک بینی، علم کی گہرائی، فیصلوں کی خوبی، حلم کا ثبات، جس نے باریک بینی سے کام لیا اس نے علم کی گہرائی پالی۔ جس نے علم کی گہرائی پالی وہ فیصلوں کی گھاٹیوں میں کامیاب ہوا۔ جس نے حلم کو اپنا لیا وہ

اپنے معاملے میں حد سے آگے نہیں بڑھتا اور لوگوں میں ایک پسندیدہ زندگی گزارتا ہے۔

جہاد کی چار قسمیں ہیں۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر، مشکل مقامات پر سچائی، بدکاروں سے دشمنی۔

امر بالمعروف کا عامل مومنوں کی مدد کرتا ہے۔ نہی عنِ المُنکر کا کار گزار منافقوں کے لیے موجبِ رسوائی ہوتا ہے۔ اہم مقامات پر سچ بولنے والا اپنا حق ادا کرتا ہے اور جو بدکاروں کا دشمن اور خوشنودی خدا کے لیے ان سے ناراض ہوتا ہے، خدا بھی اس کی طرف سے ان سے ناراض ہوتا ہے– قیامت کے دن وہ اس شخص سے راضی ہوگا۔

خدا نے ایمان کو اس لیے فرض کیا کہ شرک کی نجاست سے نجات رہے، نماز کو اس لیے کہ انسان تکبر سے پاک رہے، زکوٰۃ رزق کے لیے، روزہ مخلوقات سے خلوص کی آزمائش کے لیے، جہاد عزت کے لیے، امر بالمعروف اصلاحِ عوام کے لیے۔ نہی عنِ المنکر بے وقوفوں کو روکنے کے لیے، صلہ رحم افرادِ خاندان میں اضافہ کے لیے۔ خون کا بدلہ خون ریزی بند کرنے کے لیے، سزاؤں کا حکم ممنوعات کی حفاظت کے لیے، شراب کی ممانعت عقل کے تحفظ کے لیے، چوری

سے بچنے کا حکم عفت کو باقی رکھنے کے لیے۔ ترکِ زنا کا حکم نسب کی حفاظت کے لیے، لواطت چھوڑنے کی ہدایت اضافہ نسل کے لیے اور بدیہی گواہیاں اس لیے کہ انکارِ حق کرنے والوں پر غلبہ حاصل کیا جائے۔ جھوٹ کو سچ کا شرف بڑھانے کے لیے چھڑایا۔ سلام کو خوفناک باتوں سے بچاؤ کے لیے، امامت کو نظامِ امت کے لیے اور اطاعت کو منصبِ امامت کی عظمت کی خاطر۔

ایمان

ایمان دل میں ایک سفید نقطہ کی طرح ہوتا ہے جتنا ایمان بڑھتا ہے اتنا ہی وہ نقطہ بڑھتا جاتا ہے۔

ایمان

کسی بندے کا ایمان اس وقت تک سچا اور پختہ نہیں ہوتا جب تک اسے خدا کے قبضہ واختیار پر اپنے قبضہ واختیار سے زیادہ بھروسا نہ ہو۔

ایمان

مومن کی خوشی چہرے پر اور غم دل میں ہوتا ہے۔ اس کا سینہ کشادہ ہوتا ہے اور اپنے کو حقیر سمجھتا ہے۔ سر اٹھانے کو ناپسند کرتا ہے، سنی سنائی کو اچھی بات نہیں سمجھتا۔ اس کا غم آخرت بہت اور ہمت بلند ہوتی ہے۔ وہ خاموش اور مصروف رہتا ہے۔ بڑا شکر گزار، صابر اور تفکر میں ڈوبا ہوا۔ اپنی ضرورت کے لیے سوال کرنے میں بہت بخیل، اخلاق نرم اور طبیعت پانی ہوتی ہے۔ اس کا نفس صبر میں ٹھوس اور پتھر سے زیادہ سخت ہوتا ہے اور انکساری میں کسی غلام سے زیادہ حقیر ہوتا ہے۔

ایمان

مومن وہ ہے جس کا چہرہ بشاش اور دل غمگین ہو۔

ایمان

اسلام نام ہے سپردگی کا اور سپردگی نام ہے یقین کا۔

ایمان

ایمان کی پہچان یہ ہے کہ جھوٹ کے مقابلے میں سچ کو وہاں بھی اپنائے جہاں نقصان کا اندیشہ ہو۔ تمہاری باتوں کو تمھارے علم سے برتری نہ ہو۔ دوسروں کے بارے میں کچھ کہتے وقت خدا سے ڈرو۔

ایمان

ایمان کی بات ایک وحشی شکار ہے کہ ایک سے نکل جاتا ہے اور دوسرا اس کو پکڑ لیتا ہے۔

دو متضاد دشمن ہیں اور دو مختلف راستے۔ ایک آدمی دنیا کو چاہتا ہے اور اس کی محبت کرتا ہے اور ایک دنیا سے دشمنی رکھتا ہے۔ یہ دونوں مشرق و مغرب کی طرح ہیں۔ ان دونوں کے بیچ میں چلنے والا جب ایک سے قریب ہوتا ہے تو دوسرے سے دور رہ جاتا ہے۔

دنیا سے کنارہ کشی کرنے والوں اور آخرت سے رغبت رکھنے والوں کا کیا کہنا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے زمین کو تخت، خاک کو بچھونا، پانی کو خوش گوار، قرآن و دعا کو اوڑھنا بچھونا بنالیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح دنیا سے قطع تعلق کر لیا۔

ایمان

یقین کی نیند شک کی نماز سے بہتر ہے۔

ایمان

ہمارا یہ کہنا ہے کہ ”ہم خدا کے لیے ہیں۔“ یہ اقرار ہے کہ (خدا) ہماری جانوں کا مالک ہے اور یہ کہنا ہے کہ ”اور ہم اسی کی طرف پلٹ جائیں گے۔“ یہ اقرار ہے کہ ہماری جانیں فنا پذیر ہیں۔

ایمان

میں اسلام کی وہ تعریف کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں کی۔ اسلام کے معنی ہیں تسلیم، تسلیم کا مطلب ہے یقین، اور یقین تصدیق ہے۔ تصدیق سے مراد اقرار، اقرار ادا، اور ادا عمل کو کہتے ہیں۔

صدقہ دے کر اپنے ایمان کا نظام کرو، زکوٰۃ دے کر مال کو بچاؤ اور دعا سے بلاؤں کے طوفان دھکیل دو۔

ایمان

ایمان کے معنی ہیں: دل سے پہچاننا، زبان سے ماننا، اعضا و جوارِح سے عمل کرنا۔

ایمان

دین کی شریعتیں واحد ہیں۔ اس کے راستے سیدھے ہیں۔ جو اسے پالے گا وہ حق سے جا ملے گا اور فائدے میں رہے گا، جو اسے نہ پا سکا وہ گمراہ اور پشیمان ہو گا۔

کفر و شرک

کُفر کے چار رکن ہیں۔ کرید، لڑائی، حق سے روگردانی، افتراق اور دشمنی۔

جو شخص بے کار کی چھان بین اور کرید کرتا ہے وہ حق کی طرف نہیں پلٹتا۔ جو بے علمی کی وجہ سے زیادہ لڑتا ہے وہ راہِ راست دیکھنے سے ہمیشہ عاجز رہتا ہے۔ جو حق سے پھر جاتا ہے اس کے نزدیک اچھائیاں برائی بن جاتی ہیں اور برائیاں اچھائی، اور اس کے پاس گمراہی کا نقشہ چھا جاتا ہے۔ جو افتراق اور دشمنی کرتا ہے اس پر اسی کے راستے دشوار اور کاروبار سخت ہو جاتا ہے اور اس کے لیے چھٹکارا پانا مشکل ہو جاتا ہے۔ شک کے چار حصے ہیں۔ قوت کے مظاہرے کے لیے بحث، خواہ مخواہ کا ڈر، بلاوجہ کا اندیشہ اور غلامی (باطل)۔

جس نے فضول بحث مباحثے کو دین سمجھا اس کی شام صبح میں نہ بدلے گی یعنی وہ گمراہی سے راہِ ہدایت کی طرف نہ آئے گا۔ جو سامنے کی چیزوں سے ہول کھائے گا وہ پچھلے پیروں پلٹ جائے گا اور کوئی اقدام ہی نہ کر سکے گا۔ جو بے کار کے شبہات میں مبتلا ہو گا اسے شیطانوں کے قدم روند ڈالیں گے۔ جو دنیا و آخرت کو تباہ کرنے کے لیے خم ہو گیا وہ دونوں جگہ مرا، کہیں کا نہ رہا۔

کفر و شرک

عورت کی شرم کفر اور مرد کی شرم ایمان ہے۔

کفر و شرک

ریاکاری خواہ کتنی ہی خفیف ہو ایک طرح کا شرک ہے۔ نفس پرست کے ساتھ نشست و برخاست ایمان کو فراموش اور شیطان کو حاضر کر دیتی ہے۔ کذب و دروغ سے کنارہ کش رہو کیونکہ جھوٹ خود ایمان سے کنارہ کش ہے۔ صادق القول نجات و کرامات کے دہانے پر اور دروغ گو ذلت و خواری کے کنارے کھڑا ہوا ہے۔

فرائض

جب فرائض کو نقصان پہنچے تو نوافل سے رضائے الٰہی نہیں ملتی (پہلے واجب پھر سنت)

فرائض

جب نوافل سے فرائض پر مخالف اثر پڑے تو انہیں چھوڑ دو۔

فرائض

دلوں کا ایک مثبت رجحان ہوتا ہے، ایک منفی۔ جب دل جھکے تو اسے نوافل پر لگا دو اور جب کھنچے تو فرائض پر اکتفا کرو۔ کیونکہ عبادت میں حضورِ قلب شرط ہے۔

فرائض

خدا نے کچھ فرائض تم پر واجب کیے ہیں، انہیں ضائع نہ کرنا۔ کچھ حدیں مقرر کی ہیں، ان سے آگے نہ بڑھنا۔ اس نے کچھ چیزوں سے روکا ہے، تو انہیں مہمل نہ سمجھنا۔ کچھ چیزوں کے بارے میں سکوت ہے اور یہ سکوت بھول چوک سے نہیں (بلکہ مصلحت کی وجہ سے ہے) لہٰذا انھیں معلوم کرنے کی تکلیف نہ کرنا۔

فرائض

لوگ کوئی چیز بھی پانے کے لیے دین کو ہاتھ سے دے دیتے ہیں کہ دنیا ٹھیک ہو جائے تو خدا ان کے لیے اس سے زیادہ مضرّت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

فرائض

قرآن نے جن باتوں کو یاد رکھنے کا حکم دیا ہے، جن حقوق کی نگرانی کا تمہیں امین بنایا ہے وہ تم پر فرض ہیں کیونکہ اس نے تمھیں بے کار خلق نہیں کیا، نہ تمہیں آزاد چھوڑا ہے اور نہ دانائی اور بینائی سے محروم کیا ہے بلکہ تمہارے اعمال اور ان کی حدود کے بارے میں سب کچھ بتادیا ہے۔

عبادتِ الٰہی

رحمت ہو خُدا کی جانب (ایک صحابی) پر کہ وہ شوق سے اسلام لائے، خوشی خوشی ہجرت کی، ضرورت بھر ملنے پر قناعت کی، خُدا پر مطمئن رہے، مجاہدانہ زندگی گزار دی۔ خوش قسمت ہے وہ جو قیامت کو یاد رکھے، حساب کے لیے عمل کرے، بقدر ضرورت ملنے پر صبر کرے اور خُدا سے ان کے دین پر راضی اور مطمئن رہے۔

عبادتِ الٰہی

جو لوگ شوق میں خدا کی عبادت کرتے ہیں ان کی عبادت تاجرانہ ہے۔ جو خوف میں عبادت کرتے ہیں، ان کی عبادت غلامانہ ہے اور جو شکرِ نعمت کے طور پر عبادت کرتے ہیں، ان کی عبادت آزادانہ ہے۔

عبادتِ الٰہی

خُدا نے عبادت کو سمجھ دار لوگوں کے لیے نفع بخش بنایا ہے، عاجز و کمزور اس میں سستی کرتے ہیں۔

بے شک اللہ کے دوست وہ ہیں کہ جب دوسرے لوگ دنیا کے ظاہر پر فریفتہ ہوتے ہیں تو وہ اس کے باطن پر نظر ڈالتے ہیں اور جب لوگ دنیا میں مشغول ہوتے ہیں تو وہ آخرت کی فکر کرتے ہیں۔

عبادتِ الٰہی

بہت سے روزے دار ایسے ہیں جنہیں روزے سے صرف بھوک اور پیاس ملتی ہے اور بہت سے راتوں کو عبادت کرنے والے ہیں جن کے کھڑے رہنے سے جاگنے اور زحمت کے علاوہ کچھ نہیں ملتا۔ سمجھ داروں کی نیند اور بیداری کا کیا کہنا۔

عبادتِ الٰہی

سب سے اچھا نصیحت قبول کرنے والا وہ ہے جو خدا کا سب سے زیادہ اطاعت شعار ہے، اپنے نفس کو سب سے بڑا دھوکا دینے والا وہ جو سب سے زیادہ خدا کا نافرمان ہے۔ سب سے زیادہ خسارے میں وہ ہے جو اپنے آپ کو دھوکا دے۔ سب سے زیادہ نفع میں وہ ہے جس کا دین صحیح رہے، سعید وہ ہے جو دوسروں سے سبق حاصل کرے، شقی وہ ہے جو نفسانی خواہشوں سے دھوکا کھائے۔

پرہیز گاری

پرہیز گار اخلاق کا سر دراہے۔

راہِ خدا میں لڑنے والا اور شہید ہونے والا۔ اس سے زیادہ لائق ثواب نہیں جتنا وہ جسے اختیارِ گناہ ہو اور پھر وہ پاک دامن رہے۔ پاک دامن فرشتوں میں فرشتہ بننے کے قریب ہوتا ہے۔

پرہیز گاری

پاک دامنی محتاج کی زینت ہے اور شکر دولت مندی کا حسن ہے۔

پرہیز گاری

مومن کو جب اپنے دین کی طرف سے بدگمانی پیدا ہو تو اس کو پچھلی باتوں کا تزکیہ کرنا چاہیے۔

پرہیز گاری

زُہد آرزوؤں کو کوتاہ کرتا ہے۔ نعمتوں کے وقت شکر ادا کرنا اور حرام چیزوں سے پرہیز کرنا زہد ہے۔

پرہیز گاری

پرہیز گاری کے ساتھ کوئی عمل قلیل نہیں اور جو قبول ہو جائے وہ قلیل کیونکر ہو سکتا ہے۔

پرہیز گاری

اے ڈراؤنے شہر، اے ویران کان، اے تاریک قبروں اور اے خاک کے رہنے والو، اے مسافرو، اے تنہا اور وحشت خیز مقامات کے باشندو! تم ہمارے استقبال کے لیے پہلے سے پہنچ گئے۔ ہم تمہارے بعد آنے اور تم سے ملنے والے ہیں۔ تمہارے چھوڑے ہوئے مکانات آباد ہو گئے، تمہاری بیویاں بیاہ دی گئیں، مال تقسیم ہو گئے، یہ خبر تو ہم نے تمہیں سنا دی، اب تم بتاؤ کیا خبر ہے؟

پھر ساتھیوں کی طرف منہ کر کے فرمایا:

اگر انہیں بولنے کی اجازت مل جائے تو وہ تمہیں خبر کر دیں گے کہ بہترین سامانِ سفر تقویٰ ہے۔

پرہیز گاری

نماز ہر متقی کے لیے تقرب کا ذریعہ ہے اور حج سارے کمزوروں کے لیے جہاد ہے، زکوٰۃ ہر شے پر ہے، روزہ جسم کی زکوٰۃ ہے، اور عورت کا جہاد ہے شوہر کے ساتھ اچھی زندگی بسر کرنا۔

پرہیز گاری

بے شک تقویٰ رضائے الٰہی، روزِ قیامت کا سامان، ہر غلام سے آزادی اور ہر ہلاکت سے بچاؤ کا موجب ہے۔ اسی کے سہارے ہر خواہش مند کامیاب ہوتا ہے۔ پریشانیوں سے بھاگنے والا نجات پاتا ہے اور اسی سے دل پسند چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔

پرہیز گاری

زاہد وہ لوگ ہیں جو بظاہر دنیادار ہیں لیکن حقیقتاً نہیں اور دنیا میں اس شخص کی طرح رہتے ہیں جو اہلِ دنیا میں سے نہیں ہے۔ وہ اپنے دلِ زندہ کی موت کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

توبہ

توبہ کے چھ معنی ہیں۔ گزشتہ پر ندامت، فعلِ ممنوع نہ کرنے کا پختہ ارادہ، بندوں کا حق اس طرح ادا کرنا کہ خُدا سے پاک دامن اور بری الذّمہ ہو جائے، ہر وہ فریضہ جو ادا نہیں کیا ہے بجا لا کر اس کا حق ادا کرنا، مالِ حرام سے پیدا شدہ گوشت غمِ جہنم میں گھلا کر کھال اور ہڈی ایک کر دینا اور پھر نیا گوشت پیدا کرنا، اپنے کو اطاعت میں زحمت کا اس طرح مزا چکھانا جیسے معصیت کی شیرینی کا چٹخارا لگایا تھا۔ اس وقت کہہ سکتے ہو: اَستَغْفِرُ اللہ

توبہ

خدا کا یہ کام نہیں کہ کسی کے لیے شکر کا دروازہ کھول دے اور نعمت میں زیادتی کا دروازہ بند کر دے اور نہ یہ کام ہے کہ توبہ کا دروازہ کھول کر مغفرت کا دروازہ بند کر دے۔

توبہ

مجھے تعجب ہوتا ہے جب کوئی شخص استغفار کے ہوتے ہوئے مایوس نظر آتا ہے۔

توبہ

زمین پر عذاب خُدا سے دو پناہیں تھیں۔ اس میں سے ایک تو اٹھالی گئی لہٰذا دوسری سے وابستہ رہو۔ وہ امان جو اٹھالی گئی وہ ذاتِ رسالتِ مآب تھی اور جو باقی ہے وہ استغفار ہے۔ ارشادِ باری ہے۔ ''خدا ان لوگوں پر عذاب نہ کرے گا جب تک، اے رسول ﷺ! آپ ان میں ہیں اور خدا اس وقت تک عذاب نہ کرے گا جب تک یہ لوگ مغفرت مانگتے رہیں گے۔''

توبہ

مبارک ہے وہ جو اپنے نفس میں ذلیل ہو اور جس کی کمائی پاک ہو۔ جسے چار چیزیں مل گئیں وہ چار چیزوں سے محروم نہیں رہتا۔ دُعا کے بعد حاجت روائی، توبہ کے بعد قبولیت، استغفار کے بعد مغفرت اور شکر کے بعد زیادتی نعمت۔

توبہ

عمل کرو کہ عمل سربلند کیا جاتا ہے، توبہ نفع دیتی ہے اور دعا سنی جاتی ہے۔

توبہ

آج کا دن جسم کو چھیریرا بنانے والا ہے۔ کل کا دن دوڑ کے لیے مقرر ہو چکا ہے۔ سامنے جنت ہے اور آخر کار دوزخ! کیا تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنی موت سے پہلے توبہ کر لے، کیا کوئی ہے جو روزِ بد سے پہلے اپنے لیے کوئی نیک کام کر لے؟

عبد و معبُود

خدا سے ڈرو خواہ کچھ کم ہی سہی۔ خدا کے اور اپنے بیچ میں ایک پردہ رکھو خواہ کتنا ہی پتلا کیوں نہ ہو۔

عبد و معبُود

خدا سے تعلقات اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتے جب تک انسان حق سے مدارات اور اس سے قریبی تعلق پیدا نہ کرے اور لالچ کی چیزوں کے پیچھے چلنا چھوڑ نہ دے۔

عبد و معبُود

جو شخص اپنے اور خدا کے درمیان حالات کی اصلاح کر لے، خدا اس کے اور لوگوں کے تعلقات درست کر دے گا۔ جو آخرت کے معملات ٹھیک کر لے، خدا اس کے معاملاتِ دنیا بھی ٹھیک کر دے گا۔ جس کا نفس نصیحت گر ہو خدا اس کا نگران ہوتا ہے۔

عبد و معبُود

عظمتِ خالق تمھاری نگاہ میں مخلوق کو حقیر کر دے گی۔

جہاد

جو دیکھے کہ ظلم ہو رہا ہے اور انکارِ خداوندی کی دعوت دی جا رہی ہے، وہ اسے دل سے ناپسند کرے تو محفوظ و بری ہے، جو زبان سے اظہارِ ناپسندیدگی کرے اسے عوض بھی دیا جائے گا بلکہ وہ اپنے ساتھی (اوّل الذکر) سے اچھا اور جس نے تلوار سے اظہارِ ناپسندیدگی کیا کہ خدا کا نام بلند ہو اور ظالموں کا نام ذلیل، اس نے ہدایت کا راستہ بھی پایا، صراطِ مستقیم پر بھی ٹھہرا اور یقین نے اس کے دل میں نور بھی دیا۔

جہاد

ان میں سے کچھ لوگ منکر کو ناپسند کرتے ہیں ہاتھ سے بھی، زبان و دل سے بھی۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے اچھے صفات میں کمال چاہا ہے اور ان میں وہ بھی ہیں جو زبان و دل سے تو اظہارِ ناپسندیدگی کرتے ہیں لیکن ہاتھ کو حرکت نہیں دیتے۔ انہوں نے دو اچھی صفتیں حاصل کر لیں اور ایک سے ہاتھ دھو لیا۔

وہ بھی ہیں جو دل سے نفرت کرتے ہیں لیکن زبان اور ہاتھ سے کچھ نہیں کرتے۔ انہوں نے تین میں سے دو بہترین خصلتیں چھوڑ دیں اور ایک کو اپنا لیا۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو منکر باتوں کو زبان، دل اور ہاتھ، کسی سے نہیں روکتے، یہ زندہ لاشیں ہیں۔ تمام نیک اعمال امر بالمعروف اور نہی عَنِ المنکر کے لیے جنگ کرنے کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے سمندر میں کلّی بھر پانی۔ سب سے اچھی بات تو یہ ہے کہ حق بات ظالم بادشاہ کے سامنے بھی کہہ دی جائے۔

جہاد

جہاد میں زندہ رہنے والے تعداد کی بقا پاتے ہیں اور ان کی اولاد زیادہ ہوتی ہے۔

جہاد

موت بے شک نہایت سرعت سے تجھ کو ڈھونڈ رہی ہے۔ اس پر راضی رہنے والا اسے مار نہیں سکتا ہے اور بھاگنے والا اسے عاجز نہیں کر سکتا ہے۔ جہاد میں قتل ہو کر مرنا یقیناً بہترین موت ہے۔ قسم اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں ابنِ ابی طالب کی جان ہے کہ تلوار کے ہزار زخم کھا کر مرنا بستر پر مرنے سے نہایت آسان ہے۔

جہاد

جہاد جنت کا ایک دروازہ ہے جس کو اللہ نے اپنے خاص دوستوں کے لیے کھولا ہے۔ وہ پرہیز گاری کا لباس ہے۔ اللہ کی مضبوط زرہ، اور اس کی مضبوط ڈھال ہے۔

جہاد

سب سے پہلا جہاد، جس پر تم غالب آسکتے ہو، ہاتھوں سے جہاد کرنا ہے۔ پھر جہاد باللسان اور پھر جہاد بالقلب ہے۔ لہٰذا جس شخص نے اپنے دل سے نیک عمل کو نہ پہچانا اور عملِ بد کا دل سے انکار نہ کیا وہ الٹ دیا جائے گا اور تہ و بالا کر کے رکھ دیا جائے گا۔

آدابِ جنگ

زرہ پوشوں کو آگے بڑھاؤ، بے زرہ لوگوں کو پیچھے رکھو، دانتوں کو مضبوطی سے جمائے رہو کیونکہ میدانِ جنگ میں استقامت اور ثابت قدمی سے تلواریں سروں سے دور چلی جاتی ہیں۔ نیزوں کے ساتھ پیچ و خم کے ساتھ لپٹے رہو کیونکہ اس طرح نیزہ بازی مؤثر تر ہوتی ہے۔

نظریں نیچی رکھو کیونکہ آنکھوں کا نیچا رکھنا قوتِ قلب کی زیادتی اور سکونِ دل کا موجب ہوتا ہے۔ بلند ہوتی ہوئی آوازوں کو دبائے رکھو کیونکہ متانت و سکون خوف کو دور کرتا ہے۔

اپنے پرچم کو اس کی جگہ سے حرکت نہ دو، اس کے دور کو بند نہ ہونے دو۔ اسے ہر کس و ناکس کے ہاتھ میں نہ دو سوا اُن بہادروں کے جو ہر حادثے کو روکنے کے لیے قمر بستہ رہتے ہیں اور اس کی حفاظت و نگرانی کو لازم سمجھ کر دفاع کرتے رہتے ہیں – جو لوگ سختی اور بلا برداشت کرتے ہیں اور صابر رہتے ہیں وہی اپنے جھنڈوں کے ارد گرد، دائیں بائیں اور آگے پیچھے رہ کر اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

وہ نہ پیچھے ہٹتے ہیں کہ پرچم کو دشمن کے حوالے کر دیں، نہ یوں آگے بڑھتے ہیں کہ اس کو تنہا چھوڑ دیں۔

مرد کو لازم ہے کہ کارِ زار میں اس دشمن کا دفاع کرے جو اس کے روبرو ہو۔ اپنے بھائی کی مدد کرے اور اپنے مدِّمقابل کو بھائی کے لیے نہ چھوڑے کیونکہ اس طرح اس کا حریف اور بھائی کا حریف دونوں مل کر اس پر ٹوٹ پڑیں گے۔

خدا کی قسم! اگر تم شمشیرِ دنیا سے بچ گئے تو شمشیرِ آخرت سے سلامت نہ رہو گے۔ تم اشرافِ عرب اور پشیتنی بزرگ ہو۔ بلا شبہ بھاگنا غضبِ الٰہی کا سبب، یقینی ذلت اور ننگ و عار کا موجب ہوتا ہے۔ بھاگنے والا اپنی زندگی میں اضافہ نہیں کر سکتا اور نہ فرار مانعِ مرگ بن سکتا ہے۔

خدا کی طرف جانے والا اس تشنہ لب کی مانند ہے جو پانی پر پہنچ جائے۔ جنت نیزے کی انی کے نیچے ہے۔

آدابِ جنگ

بیٹے! پہاڑ اپنی جگہ سے سرک جائیں مگر تم جگہ سے جنبش نہ کرنا، اپنے دانتوں کو مضبوطی کے ساتھ ایک دوسرے سے پیوست رکھنا، اپنا کاسۂ سر خدا کو عاریتہً دے دینا۔ زمین میں اپنے پاؤں میخ کی طرح جما دینا۔ تمہاری نگاہوں کی زد دشمن کے لشکر کی آخری صف پر رہے۔

ایمان محکم رکھو کہ فتح و فیروزی صرف خدا کی طرف سے ہے۔

آدابِ جنگ

جو گناہ کر کے کامیاب ہو وہ کامیاب نہیں۔ شر کے ذریعے فتح کرنے والا مغلوب و شکست خوردہ ہے۔

عِلْم و عمل

علم، عمل سے وابستہ ہے۔ جسے علم ہو گا وہ عمل بھی کرے گا اور علم تو عمل کو پکارتا ہے۔ اگر عمل اس پر لبیک کہتا ہے تو خیر ورنہ وہاں سے کوچ کر جاتا ہے۔

جابر! (ابن عبد اللہ انصاری) دین و دنیا کا دار و مدار چار آدمیوں پر ہے۔ ایک وہ عالم جو اپنا علم کام میں لائے، دوسرے وہ جاہل جو نا معلوم باتوں کے معلوم کرنے میں عیب محسوس نہ کرے، تیسرے وہ سخی جو اپنی عطا میں کنجوسی نہ کرے، چوتھے وہ فقیر جو اپنی آخرت دنیا کے ہاتھ نہ بیچے۔ جب عالم اپنا عمل ضائع کرتا ہے تو جاہل تحصیل علم سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ جب غنی اپنے احسان سے ہاتھ روکتا ہے تو فقیر اپنی آخرت دنیا کے ہاتھوں بیچ ڈالتا ہے۔

جابر! جن پر خُدا کا انعام زیادہ ہوتا ہے انھیں سے لوگوں کی ضرورتیں وابستہ ہوتی ہیں۔ جو ایسے موقعوں پر رضائے الٰہی پر قائم رہتے ہیں ان کی نعمتوں کو ہمیشگی حاصل ہوتی ہے۔ جو ان باتوں کا خیال نہیں رکھتے وہ اپنے کو زوال و فنا کی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔

عِلم و عمل

خدا نے جاہلوں سے تعلیم حاصل کرنے کا عہد عالِموں سے تعلیم دینے کے عہد کے بعد لیا ہے۔

عِلم و عمل

بہت سے عالم ہیں جن کے جہل نے انہیں تباہ کر دیا حالانکہ علم ان کے پاس تھا مگر انہوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔

عِلم و عمل

جو شخص اپنے کو عوام کا قائد جتائے، اسے چاہیے کہ دوسروں کو تعلیم دینے سے قبل اپنی ذات کو تعلیم دے۔ اس کا کردار اس کی زبان سے پہلے ادب سکھائے اور نمونہ دکھائے۔ اپنے نفس کو موڈّب کرنے اور قابل بنانے والا دوسروں کو تعلیم دینے والے سے زیادہ قابلِ تعظیم و عزّت ہے۔

عِلم و عمل

حکمت جہاں سے بھی ملے لے لو کیونکہ دانائی منافق کے دل میں بے چین رہتی ہے۔ یہاں تک کہ قلبِ مومن میں پہنچ کر اپنی طرح کی دوسری چیزوں میں جاملتی ہے۔

عِلْم و عمل

حکمت مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے تو حکمت چاہے منافق ہی سے ملے، ضرور لے لو۔

عِلم و عمل

سب سے معمولی درجے کا علم وہ ہے جو زبان پر ہو اور بلند ترین وہ جو اعضاء و جوارح (عمل) سے ظاہر ہو۔

عِلْم و عمل

جب کوئی خبر سنو تو اسے شرائط کے ساتھ سمجھو، کیونکہ علم کے نقل کرنے والے تو بہت ہیں مگر اس کی دیکھ بھال کرنے والے کم ہیں۔

عِلم و عمل

ایسے دو عملوں میں کتنا فرق ہے۔ ایک وہ عمل جس کی لذّت ختم اور بھگتان باقی رہے گا اور ایک وہ عمل جس کی زحمت ختم اور ثواب باقی رہے گا۔ مکمل ترین فقیہہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف سے مایوس نہ کرے۔

عِلْم و عمل

کمیل! (ایک صحابی) لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں:

عَالمِ ربّانی، نجات کے راستے کا طالب علم اور وہ کمزور اور فضول اشخاص جو ہر چیخنے والے کے پیچھے اور ہر ہوا کے ساتھ ہیں۔ ان لوگوں نے عقل کے نور سے روشنی نہ لی، کسی مضبوط رکن میں پناہ حاصل نہ کی۔

کمیل! علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور مال کو تم بچاتے پھرتے ہو پھر بھی خرچ ہونے سے کم ہو جاتا ہے جبکہ علم استعمال کرنے سے نشوو نما پاتا ہے جس کے برعکس مالی مصنوعات مال کے ختم ہوتے ہی ختم ہو جاتی ہیں۔

کمیل! معرفتِ علم ایک مذہب ہے جس کے لوگ پرستار ہیں۔ اس کے سہارے انسان زندگی میں عبادت کا فائدہ حاصل کرتا ہے اور مرنے کے بعد اچھا نتیجہ۔ علم حاکم ہے اور مال محکوم۔

کمیل! مال کے جمع کرنے والے اپنی زندگی میں ہلاک ہو گئے اور علما جب تک زمانہ باقی ہے اس وقت تک باقی ہیں۔ اب کے اجسام اٹھ گئے مگر دلوں میں ان کی تصویریں ہیں۔

یاد رکھو! (اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا) یہاں بے انتہا علم ہے۔ کاش اس کے اٹھانے والے مل جاتے! ہاں کچھ حاصل کرنے کے شوقین ضرور ہیں مگر ان کی طرف سے اطمینان نہیں کیونکہ وہ دین کو دنیا کا آلہ بنانے والے ہیں۔ خُدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے بجائے بندوں پر رعب ڈالنے والے ہیں اور حجتوں سے اولیاء اللہ پر برتری چاہنے والے ہیں یا پھر ایسے ہیں جو حق کے پرستار ہیں مگر ان کے گوشہ ہائے دماغ میں بصیرت نہیں۔ پہلا شبہ جو ان کے دل میں پیدا ہوتا ہے وہ شک کی چنگاریاں چمکا دیتا ہے۔ لہٰذا دونوں میں کوئی اس کے قابل نہیں۔

ان کے علاوہ وہ لوگ لذتوں کے از حد شوقین، خواہشات کے بہت جلد مطیع ہو جانے والے یا جمع کرنے اور ذخیرہ اندوزی پر فریفتہ ہیں۔ یہ دونوں (یعنی عیاش اور زر اندوز) بھی دین کے محافظ تو ہیں مگر کسی کام کے نہیں ہیں۔ ان سے ملتے جلتے تو چرنے والے جانور ہیں۔ بس اسی وجہ سے علم بھی علما کے ساتھ مر جاتا ہے۔

لیکن، زمین حجت و خُدا سے خالی نہیں رہتی۔ وہ یا تو ظاہر اور معلوم ہو گا یا خوف اعداء سے پردۂ غیب میں ـــ اور یہ صرف اس لیے کہ کہیں حجتِ الٰہی اور

بیّناتِ خداوندی سے زمین خالی نہ ہو جائے مگر ایسے لوگ تھوڑے ہیں اور عوام کے ہنگاموں سے دور۔ وہ بخدا گنتی میں کم ہیں مگر خدا کے یہاں عزّت میں زیادہ ہیں۔

ان سے خُدا اپنی حجتوں اور آیتوں کی حفاظت کراتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنا منصب کسی اپنے جیسے منصب دار کے دل میں بو دیتے ہیں۔ بصیرت اور علمِ حقیقی ان پر ایک ساتھ نازل ہوتا ہے۔ پھر یہ لوگ سکونِ یقین سے جا ملتے ہیں—— وہ دنیا میں ایسے جسموں کے ساتھ رہتے ہیں جن کی روحیں منزلِ بلند میں ہوتی ہیں۔ یہی لوگ زمین پر خدا کے نائب ہیں اور اس کے دین کے داعی!

ہائے مجھے ان کو دیکھنے کا شوق ہے—— !

ان میں سے نہ ہونا جو بغیر عمل آخرت کی تمنا کرتے ہیں اور اُمیدوں کو طول دینے کے ساتھ ساتھ دنیا کے لیے توبہ کو ملتوی کرتے رہتے ہیں۔

زاہدوں کی سی باتیں کرتے ہیں مگر دنیا پرستوں کے سے عمل۔ انہیں اگر دنیا سے کچھ ملتا ہے تو پیٹ نہیں بھرتا اور محروم کر دیا جاتا ہے تو صبر نہیں کرتے۔ جو ملا اس کا شکر ادا کرنے سے عاجز ہیں۔ جو باقی ہے اس میں زیادتی چاہتے ہیں۔ انہیں روکا جاتا ہے مگر ہوس رانی سے نہیں رکتے' جن چیزوں کا حکم دیا جاتا ہے

انہیں بجا نہیں لاتے۔ گنہگاروں سے دشمنی رکھتے ہیں مگر خود بھی اُن ہی میں سے ہیں۔ گناہوں کی زیادتی کی بنا پر موت کو پسند نہیں کرتے اور ایسے عمل پر قائم ہیں۔ جن سے موت ناپسند ہوتی ہے۔ بیمار پڑتے ہیں تو شرمندہ ہوتے ہیں اور جب تندرست ہو جاتے ہیں تو مطمئن ہو کر بے فکر بن جاتے ہیں۔ تندرستی میں اپنے اوپر ناز کرتے ہیں اور آزمائش میں مایوس ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی امتحان آپڑتا ہے تو چیخ اٹھتے ہیں اور اگر کوئی آرام نصیب ہو جائے تو دیوانے بن جاتے ہیں۔ خیالات میں انسان کا نفس ان پر مسلط رہتا ہے لیکن یقین میں غالب نہیں۔ دوسرے کو معمولی گناہ پر ڈراتے ہیں لیکن اپنے لیے اپنے عمل سے زیادہ اجر کی اُمید رکھتے ہیں۔

فراغت اور اطمینان نصیب ہوتا ہے تو مغرور اور دیوانے ہو جاتے ہیں اور محتاج ہوتے ہیں تو خُدا سے مایوس اور سست۔ عمل کرتے ہیں تو کوتاہی کے ساتھ مگر سوال کرتے ہیں تو بڑے زور میں۔ ہوس پیدا ہوتی ہے تو گناہ میں جلدی اور توبہ میں تاخیر کرتے ہیں اور اگر کوئی تکلیف پیدا ہو جاتی ہے تو دین کی پابندیوں سے الگ ہو جاتے ہیں۔

عبرتوں کی تفصیل تو بیان کرتے ہیں مگر خود تفصیل نہیں لیتے۔ وعظ میں بڑا مبالغہ کرتے ہیں مگر خود نصیحت قبول نہیں کرتے تو گویا وہ قول پر ناز کرتے ہیں لیکن عمل میں کچھ نہیں۔

فنا ہونے والی چیزوں میں مقابلہ کرتے ہیں اور باقی رہنے والی چیزوں میں سستی کرتے ہیں۔ نفعِ اُخروی کو نقصان اور نقصانِ آخرت کو نفع سمجھتے ہیں۔ موت سے ڈرتے ہیں مگر فنا کی طرف نہیں بڑھتے۔ غیروں کے ان گناہوں کو بہت سمجھتے ہیں جو خود ان کے اکثر گناہوں کے مقابلے میں کم ہیں اور اپنی ان عبادتوں کو زیادہ سمجھتے ہیں جو دوسروں کے مقابلے میں حقیر ہیں۔ ان میں سے اکثر لوگ دوسروں پر طنز کرتے ہیں مگر اپنے سلسلے میں سہل انگار۔ فقیروں کے ساتھ بیٹھ کر یادِ خُدا کرنے سے زیادہ دولت مندوں کے ساتھ فضولیات کو پسند کرتے ہیں۔ اپنے فائدے کے لیے دوسرے کے نقصان کا فیصلہ کر لیتے ہیں مگر دوسروں کے لیے اپنے نقصان کا فیصلہ نہیں کرتے۔ دوسروں کی رہنمائی کرتے ہیں مگر خود گمراہ ہیں۔ لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں حالانکہ وہ خود گناہ میں مبتلا ہیں۔ اپنا حق پورا کر لیتے ہیں مگر دوسروں کا حق ادا نہیں کرتے۔ راہِ خُدا سے ہٹ کر انسانوں سے ڈرتے ہیں مگر اس کی مخلوق کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتے۔

عِلم و عمل

کسی قوم کے عمل پر راضی رہنے والا گویا ان کا شریکِ کار ہے اور ہر غلطی میں شریک ہونے والے کے دو گنا ہیں۔ ایک تو عمل کرنا، دوسرا اس پر راضی رہنا۔

عِلم و عمل

ہر برتن اس چیز سے بھر جاتا ہے جو چیز اس میں رکھی جائے، بجز ظرفِ علم کے کہ وہ علم سے بڑھتا ہے۔

عِلم و عمل

جس نے اپنے نفس کا جائزہ لیا وہ نفع میں رہا، جس نے غفلت کی اسے گھاٹا ہوا اور جو خُدا سے ڈرا وہ بے خوف ہو گیا۔ جس نے عبرت حاصل کی اس نے حقیقیت کو دیکھ لیا اور سمجھ گیا اور جو سمجھ گیا اسے علم ہو گیا۔

عِلم و عمل

راحت کے زمانے میں اس طرح عمل کرو جس طرح آدمی خوف و دہشت کے عالم میں کرتا ہے۔

بے عمل

عالم بے عمل بغیر تیروں کے تیر انداز ہے۔

علم دو طرح کے ہوتے ہیں، مطبوع (فطرت میں رچا بسا کہ عمل سے ظاہر ہو) مسموع (سنا ہوا مگر بے عمل)۔ مسموع علم جب تک مطبوع نہ ہو فائدے مند نہیں۔

بے عمل

جو عمل میں کوتاہی کرتا ہے خُدا اسے مصیبت میں مبتلا کرتا ہے۔ خدا کو اس شخص کی کیا ضرورت ہے جس کے مال اور جس کی جان میں اس کا کوئی حصہ نہیں؟ کوتاہی کا نتیجہ شرمندگی اور دور اندیشی کا پھل سلامتی ہے۔

جدّ و جہد

جو کسی چیز کی تلاش کرتا ہے اس کو مکمل یا نامکمل حاصل ضرور کر لیتا ہے۔

جدّوجہد

کام اگر تمہاری خواہش کے مطابق نہ ہو تو ماضی کی کامیابیوں کی پروانہ کرو

(جدّوجہد جاری رکھو)

غلط روی

جو برے راستے پر جاتا ہے اس پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں۔ جو بھنور میں گھستا ہے وہ ڈوبتا ہے۔

غلط روی

جو بغاوت کی تلوار کھینچتا ہے وہ قتل ہوتا ہے۔

جو بہت سے کاموں میں محنتیں کرتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

غلط روی

تجربہ کار عالم اور شفیق ناصح کی نافرمانی ہمیشہ حیرانی و پریشانی کا سبب ہوتی ہے اور انجام کار کو ندامت و پشیمانی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

عملِ خیر

بہترین زُہد، زُہد کو چھپانا ہے۔

عملِ خیر

نیک کام کرنے والا نیکی سے بہتر ہے اور بد کار بدی سے بدتر۔

عملِ خیر

بہترین عمل وہ ہے جس پر تم اپنے نفس کو مجبور کر دو۔

عملِ خیر

دنیا میں دو طرح کے عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو دنیا کے لیے عمل کرتے ہیں، دنیا کے لیے آخرت سے بے تعلق ہو جاتے ہیں، اپنے بعد والوں کی مفلسی سے ڈرتے ہیں اور اپنی زندگی دوسروں کے نفع کے لیے ختم کر دیتے ہیں۔ دوسرے وہ جو دنیا میں آخرت کے لیے عمل کرتے ہیں، ان کی دنیاوی ضروریات بغیر عمل کے پوری ہو جاتی ہیں۔ وہ ایک ساتھ دونوں مزے اٹھاتے ہیں، دونوں گھروں کے مالک ہوتے ہیں اور خدا کی بارگاہ میں معزّز۔

عملِ خیر

اچھے کام کرو اور ان میں سے کسی کام کو بے وقعت نہ سمجھو کیونکہ معمولی سی بات بھی بہت ہے اور کم سے کم بات زیادہ۔ اور یہ بھی نہ کہو کہ نیکی کرنے میں تو فلاں مجھ سے بہتر ہے کیونکہ خدا کی قسم! ایسا ہی ہو گا۔ خیر و شر کے کچھ لوگ ہیں۔ اگر تم اپنے راستے کو چھوڑ دو گے تو وہی لوگ تمہارے بجائے کام کریں گے۔

عملِ خیر

جس کا ضمیر ٹھیک ہو گا، اللہ اس کا ظاہر بھی ٹھیک ہی رکھے گا۔ جو اس کے دین کے لیے عمل کرے گا، خدا اس کے معاملاتِ دنیا کو بھی رُوبراہ کر دے گا۔ جو اپنے اور خدا کے درمیانی معاملات کو ٹھیک رکھے گا، خدا اس کے اور بندوں کے معاملات بحال رکھے گا۔

عملِ خیر

''خیر'' کا مطلب یہ نہیں کہ تم اپنا مال اور اپنی اولاد بڑھالو۔ خیر کا مطلب یہ ہے کہ اپنا علم بڑھاؤ، اپنی بردباری میں عظمت پیدا کرو اور عبادتِ باری کر کے لوگوں میں برتری حاصل کرو۔ اگر اچھا کام کیا تو حمدِ خدا بجالاؤ اور اگر برا کام ہو جائے تو استغفار کرو۔ خیرُ دنیا میں صرف دو آدمیوں کے لیے ہے؛ ایک تو اس شخص کے لیے جو گناہ کرتا ہے اور اس کا تدارک توبہ سے کرتا ہے، دوسرے اس کے لیے جو نیک عمل میں جلدی کرتا ہے۔ جو عمل تقویٰ کے ساتھ کیا جائے وہ کم نہیں ہوتا اور جو قبول ہو جائے وہ کم ہو بھی کیسے سکتا ہے؟

عملِ خیر

جو شخص سرکشی پر عمل ہوتا دیکھے اور منکر کی طرف بلایا جائے مگر اسے دل سے ناپسند کرے، وہ سالم و بری ہے

عملِ خیر

اعمال کے سلسلے میں جلدی کرو کیونکہ زندگی انقلاب پذیر ہے، مرض اسے بے کار کر دینے والے ہیں یا موت اچک لینے والی ہے۔

حق و باطل

بے شک حق بھاری اور تلخ ہے، باطل ہلکا اور دبا انگیز۔

حق و باطل

جو حق سے جنگ کرے گا حق اُسے شکست دے گا۔

جو خدا کی راہ میں غصے کا نیزہ تیز کرے گا، وہ باطل پرستوں کے قتل و تباہی پر قابو پا جائے گا۔

حق و باطل

جب بھی دو راستوں میں اختلاف ہو تو ان میں سے ایک گمراہ کن ضرور ہو گا۔

حق و باطل

جس نے اپنا رخ حق کی طرف کیا وہ جاہلوں کے نزدیک تباہ ہو گیا۔

حق و باطل

جس کا یقین آفتاب کے نور اور روشنی کے یقین کی طرح ہے، اس نے تمام امور میں اپنے نفس کو خدا کے لیے وقف کر دیا ہے اور جو خود کو عالم و دانش مند سمجھتا ہے حالانکہ جاہلِ مطلق ہے وہ ایک زندہ میت ہے۔

حق و باطل

دنیا میں یہی دو طاقتیں کار فرما ہیں۔

حق اور باطل۔۔ حق کے بھی ساتھی ہوتے ہیں اور باطل کے بھی۔

پس اگر باطل بر سرِ اقتدار ہو تو ایسا ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔ اگر حق کے پرستار کم ہوں تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ تاہم ایسا بھی ہوا ہے کہ حق باطل پر غالب آیا ہے مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ پیچھے ہٹی ہوئی چیز آگے بڑھ آئے۔

حق جسے نفع نہ پہنچائے گا، باطل اسے نقصان پہنچا کر رہے گا۔ اور ہدایت جس کی رہبری نہ کر سکے گی، اسے کھینچ کر ہلاکت کی منزل تک پہنچا دے گا۔

حق و باطل

شبہ کا نام شبہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہ حق سے ملتا جلتا نظر آتا ہے۔

دوستانِ خدا کے لیے ان کا یقین راہِ راست کا رہبر ہوتا ہے۔ دشمنانِ خدا کی دعوت میں گمراہی اور ضلالت ہوتی ہے۔ ان کی راہنمائی بے بصیرتی اور سرگردانی کا موجب ہوتی ہے۔

عذاب وثواب

خدانے ثواب، اطاعت پر اور عذاب، گناہ پر قرار دیا ہے تا کہ اپنے بندے کو قہر وغضب سے بچا کر جنت کی طرف بھیج سکے۔

عذاب و ثواب

نیک عمل مسلمان عذابِ خدا سے بے فکر نہ ہوں کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ ”خدا کی سزا سے کافروں کے علاوہ کوئی مطمئن نہیں“۔ اُمت کے شریر اور بدکار کو رحمتِ خدا سے مایوس نہ ہونا چاہیے کیونکہ ارشادِ باری ہے۔ ”رحمتِ باری سے کافروں کے علاوہ کوئی مایوس نہیں ہوتا“۔

عذاب وثواب

محسن کے ثواب کا ذکر کر کے بدکار کو دفع کرو۔

عذاب و ثواب

اس دن کے لیے عمل کرو جس کے لیے اعمالِ حسنہ ذخیرہ کیے جاتے ہیں، جس دن تمام راز فاش ہو کر رہیں گے۔ عقل و اندیشۂ حاضر سے کوئی فائدہ نہ ہو گا، عقل عاجز و درماندہ ہو گی۔

اس آگ سے بچنے کی کوشش کرو جس کی گرمی سخت اور جس کی گہرائی بہت زیادہ ہو گی، جس کا زیور لوہا اور جس کا پانی زرداب ہو گا۔

عذاب و ثواب

دنیا سے وہ توشہ اپنے ساتھ لے کر چلو جس سے کل قیامت کے دن اپنے آپ کو عذابِ الٰہی سے بچا سکو۔

عذاب وثواب

میں نے نہ تو جنت کی سی کوئی نعمت دیکھی جس کے مشتاق خوابِ غفلت میں گرفتار ہیں اور نہ جہنم جیسا عذاب جس سے بھاگنے والے خوابِ خرگوش میں مبتلا ہیں۔

عذاب وثواب

وہ لوگ، جو آخرت کے کام کر کے دنیا کے طلب گار ہیں لیکن دنیا میں نیک کام کر کے آخرت کے طالب نہیں، انہوں نے اپنے جسم کو پست کر دیا ہے، اپنے قدموں کو قریب رکھا ہے، دامن کو سمیٹ لیا ہے، امانت کے لیے اپنے نفس کو سنوار لیا ہے اور خدا کی پردہ پوشی کو گناہ گاری اور بداعمالی کا ذریعہ بنایا ہے۔

انسان کی حقیقت

یہ انسان بھی کس قدر حیرت انگیز ہے کہ چربی سے دیکھتا ہے، گوشت سے بولتا ہے، ہڈیوں سے سنتا ہے اور ایک شگاف سے سانس لیتا ہے۔

انسان کی حقیقت

یہ فرزندِ آدم کو کیا ہو گیا ہے کہ فخر کرتا ہے حالانکہ اس کی ابتدا نجس پانی سے ہوئی ہے اور انتہا مردار پر ہے۔

انسان کی حقیقت

اس کا حال ہی کیا جو اپنی بقا کے ہاتھوں فنا ہو گا، صحت کے بعد بیمار ہو گا، اپنی پناہ گاہ سے قبر میں پکڑ کر لایا جائے گا۔

انسان کی قیمت

کنجوسی رسوائی ہے اور بزدلی انسان کا نقص۔ تنگ دستی سمجھ دار آدمی کو اپنی حجّت کے وقت گونگا بنا دیتی ہے (یعنی مال دار آدمی ہی کی بات مانی جاتی ہے)۔ غریب اپنے وطن میں بھی بے وطن ہے۔ بے چارگی ایک مصیبت ہے اور صبر بہادری' زُہد دولت ہے اور پرہیز گاری جنت۔

انسان کی قیمت

ہر شخص کی حیثیت اس کی ہمت کے بقدر ہے، سچائی مروت کے مطابق،
شجاعت غیرت کے لحاظ سے اور پاک دامنی شرم کے معیار پر ہوتی ہے۔

انسان کی قیمت

لوگو! خدا سے ڈرو۔ ایک شخص بھی بے کار پیدا نہیں کیا گیا ہے کہ وہ کھیل کود میں لگ جائے' نہ کسی کو آزاد چھوڑا گیا ہے کہ لغویات میں پڑ جائے۔ جس نے اپنی غلط نگاہی سے آخرت کو خراب کیا، اس کی خوب صورت دنیا آخرت میں اس کے لیے اچھی جانشین نہیں ہے اور دنیا میں کام یاب ہونے والا اور مبتلائے فریب اس شخص سے بلند ہمت ہے جو آخرت سے تھوڑا حصہ بھی پا گیا۔

انسان کی قیمت

ہم کسی کام میں اللہ کے شریک نہیں، بس اتنے ہی کے مالک ہیں جتنے کا اس نے مالک بنایا ہے۔ جب وہ کوئی چیز ہم سے لے لیتا ہے تو ہماری ذمہ داری ختم کر دیتا ہے۔

انسان کی قیمت

کہا کہنا مالک کا! (مالک بن اُشتر) اگر وہ پہاڑ ہوتا تو اکیلا ہی، اگر پتھر ہوتا تو سخت چٹان جس پر نہ سُم دار حیوان چڑھ سکتے اور نہ طائر پرواز کر سکتے۔ اس کی مثال فند کی ہے جو سب پہاڑوں سے الگ ہے۔

انسان کی قیمت

ہر شخص کی قیمت اس کا شاہکار ہے۔

انسان کی قیمت

جس نے اپنے عیوب پر نظر کی وہ دوسروں کے عیب سے بے نیاز ہو گیا۔ جو اللہ کے دیے ہوئے رزق پر راضی ہو گیا وہ اس چیز کا غم نہ کرے گا جو اس سے چھن جائے۔

انسان کی قیمت

ہر آدمی کی قیمت اس کا نیک عمل ہے۔

انسان کی قیمت

جسے اپنی قیمت معلوم نہیں وہ تباہ ہو گیا۔

چشم و دِل

دل آنکھ کا مصحف ہے۔

آنکھ پشتِ انسان کا بندھن ہے۔

چشم و دِل

بے شک یہ دل ظروف ہیں۔ ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو زیادہ کشادہ ہو۔

چشم و دِل

یقیناً یہ دل اسی طرح تھک جاتے ہیں جیسے جسم، اس لیے ان کے لیے بہترین حکمتیں تلاش کرو۔

چشم و دِل

یہ دل اسی طرح گھبرا جاتے ہیں جس طرح بدن سست پڑ جاتے ہیں' لہٰذا ان کے لیے فلسفیانہ راستے اختیار کرو۔

چشم و دِل

انسان کے اعصاب میں ایک گوشت کا ٹکڑا لٹک رہا ہے، ایک 'تعجب انگیز چیز' جسے "دل" کہتے ہیں۔ اس میں حکمت کی صلاحیت بھی ہے اور اس کے برعکس بھی (جہالت) اور اضداد کی صفات بھی ہیں۔ اگر اُمید پیدا ہوتی ہے تو لالچ ذلیل کر دیتا ہے اور اگر لالچ جوش مارتا ہے تو حرص تباہ کر دیتی ہے۔ اگر یاس چھا جاتی ہے تو غم مار ڈالتا ہے اور اگر غصہ سامنے آتا ہے تو غیظ زور کرتا ہے۔ اگر رضا اور پسندیدگی مدد کرتی ہے تو تحفظ بھلا دیتا ہے اور اگر خوف آلیتا ہے تو پناہ کی فکر توجہ کو اپنی طرف موڑ لیتی ہے۔ اگر اطمینان حالات میں وسعت پیدا کرتا ہے تو فراموشی اسے چھین لیتی ہے۔ اگر مال فائدہ پہنچاتا ہے تو دولت مندی سرکشی دیتی ہے۔ اگر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو گھبراہٹ رسوا کر دیتی ہے۔ اگر ضرورت تنگ کرتی ہے تو بلائیں الجھا لیتی ہیں۔ اگر بھوک ستاتی ہے تو کمزوری بٹھا دیتی ہے۔ اگر پیٹ زیادہ بھر جاتا ہے تو شکم سیری سانس لینے میں تکلیف پیدا کر دیتی ہے۔ غرض کہ تفریط اسے نقصان اور افراط اسے تباہ کر دیتی ہے۔

چشم و دِل

دنیا ایک راستہ ہے ٹھہرنے کی جگہ نہیں۔ اس میں دو طرح کے آدمی ہیں؛ ایک وہ جس نے دل بیچ دیا تو دنیا نے اسے تباہ کر دیا اور ایک نے اپنا نفس اس سے خرید لیا تو دنیا نے اسے آزاد کر دیا۔

چشم و دِل

دلوں کی کچھ خواہشیں ہیں اور کچھ مثبت و منفی رجحانات تو تم خواہشات اور مثبت رجحانات کے رخ آؤ کیونکہ جب دل کو مجبور کیا جاتا ہے تو وہ نابینا ہو جاتا ہے (اور اس کو ایک ضد سی پیدا ہو جاتی ہے)۔

زبان

بولو کہ پہنچانے جاؤ کیونکہ انسان زبان کے پردے میں چھپا ہوا ہے۔ بہت سی باتیں قتل سے زیادہ اثر انگیز ہوتی ہیں۔

زبان

اپنی زبان کی تیزی اس پر نہ آزماؤ جس نے تمہیں بولنا سکھایا، اپنی چرب زبانی اسے نہ دکھاؤ جس نے تمھیں سیدھا کیا۔

زبان

زبان وہ درندہ ہے کہ چھوڑ دو تو کاٹ لے۔

اقوال مولا علی کرم اللہ وجہہ

انسان اور موت

اگر تم واپس جا رہے ہو اور موت تمہاری طرف بڑھ رہی ہو تو یہ مڈبھیڑ کتنی جلد ہو گی!

انسان اور موت

انسان اگر موت اور اس کی رفتار پر غور کر لیتا تو امید اور اس کی دل فریبی سے نفرت کرنے لگتا۔

انسان اور موت

سوال کیا گیا کہ کسی کے گھر کا دروازہ بند کر دیا جائے تو اسے رزق کہاں سے ملے؟

آپ نے فرمایا:

جدھر سے اس کی موت آئے گی۔

انسان اور موت

ایک قوم نے اس کے مرنے والے کی تعزیت میں فرمایا۔

یہ بات نہ تو تمہارے ہاں سے شروع ہوئی ہے نہ تمہارے اوپر ختم ہوئی ہے۔

انسان اور موت

بہت سے لوگ نئے دن کا استقبال کرتے ہیں اور پلٹ نہیں پاتے اور بہت سے سرِ شام قابلِ رشک ہوتے ہیں مگر رات گئے ان پر رونے والیاں روتی ہیں۔

انسان اور موت

ابن آدم بڑا غریب ہے۔ اس کی موت نامعلوم' اسباب پوشیدہ' عمل محفوظ۔ مچھر دکھ دیتا ہے' اچھو ہلاک کر دیتا ہے اور پسینہ بدبودار بنا دیتا ہے۔

انسان اور موت

انسان کا ہر نفس موت کی طرف ایک قدم ہے۔

انسان اور موت

ہر قابل شمار چیز کم ہو گی اور ہر امید کی بات اختتام پذیر ہو گی۔

انسان اور موت

ایک جنازے کی مشایعت کرتے ہوئے ایک آدمی کی ہنسی سن کر فرمایا۔

جیسے موت ہمارے شرکائے جنازہ کے علاوہ دوسروں کے لیے ہے' اس کا حق دنیا میں صرف غیروں ہی پر ہے یا مرنے والے بہت جلد واپس آجائیں گے۔ ہم ان کو قبروں میں اس طرح رکھتے ہیں گویا ان کے بعد ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کا نفس مطیع ہو گیا، جن کا عمل نیک' باطن پاک اور نتیجہ اچھا ہے اور جنہوں نے اپنے مال کا بچا کھچا حصہ صرف کر دیا، زبان سے شرف حاصل کیا، کسی کو نقصان نہ پہنچایا، سنتِ نبی کو دشوار نہ سمجھا اور بدعت سے رشتہ نہ جوڑا۔

انسان اور موت

خدا کا ایک فرشتہ ہے جو روز اعلان کرتا ہے' موت کے لیے پیدا کرو' فنا کے لیے جمع کرو' ویران ہونے کے لیے آباد کرو۔

انسان اور موت

موت قریب ہے، ساتھ صرف تھوڑی دیر ہے۔

انسان اور موت

سفر قریب ہے۔

انسان اور موت

ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں لیکن جب حکمِ خدا آتا ہے تو دونوں اس شخص کو حکمِ الٰہی کے مقابلے میں تنہا چھوڑ دیتے ہیں۔ یقیناً موت ایک مضبوط سپر ہے۔

انسان اور موت

لوگو! خدا سے ڈرو، وہ خدا جس سے اگر تم نے کہا تو اس نے سن لیا اور اگر کچھ چھپایا تو بھی اس نے جان لیا۔ موت کی طرف بڑھو کیونکہ اگر بھاگو گے تو بھی وہ تمہیں پا جائے گی، ٹھہرے تو بھی گرفتار کر لے گی اور اگر اسے بھول جاؤ گے تو وہ تمہیں یاد کرے گی۔

انسان اور موت

جو موت سے لرزاں ہے وہ کبھی اس سے بچ نہیں سکتا، جو ہمیشہ زندہ رہنا چاہتا ہے وہ ہمیشہ زندہ نہیں رہتا۔

انجام

ہر شخص کو ایک نتیجہ دیکھنا ہے، خوش گوار و شیریں یا ناگوار و ترش

انجام

ظالم کل اپنے ہاتھ کی بوٹیاں کاٹے گا۔

گُناہ

سب سے بڑا گناہ وہ ہے جسے گناہ گار معمولی سمجھے۔

گُناہ

ڈرو! کہ کہیں خدا تمھیں گناہ کرتے نہ دیکھ لے اور عبادت کے وقت تمہیں نہ پائے ورنہ تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گے۔ چاہیے کہ عبادت کے لیے تم طاقت ور اور گناہ کے لیے کمزور ہو۔

گُناہ

خُدا کی بارگاہ میں ذلت کے لیے ہی کیا کم ہے کہ گناہ یہیں ہوتا ہے اور خدا کی بارگاہ سے کچھ ملتا ہے تو دنیا چھوڑ کر ہی ملتا ہے۔

گُناہ

بہت سے لوگ تو ہیں جو احسان اور نعمتوں کی وجہ سے جہنم کے قریب ہو رہے ہیں، بہت سے وہ ہیں جو گناہوں کے پوشیدہ رہنے سے جری ہو گئے ہیں اور بہت سے وہ جو نیک نامی کے سہارے فتنہ وفساد کر رہے ہیں۔ خدا نے اس شخص کی طرح دنیا میں مہلت دے کر کسی اور کو نہیں آزمایا۔

گُناہ

معصیت خالق میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔

گناہ چھوڑنا، توبہ کرنے سے آسان ہے۔

عُذرِ گُناہ

وہ عمر، جس میں خدا انسان کے عُذر قبول کرتا ہے، ساٹھ سال ہے۔

عُذرِ گناہ

عُذرِ کی طرف سے بے پروا رہنا عذر برائے عذر پیش کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

گناہ کا کفارہ

مصیبت زدہ کی فریاد رسی اور کسی مبتلائے رنج کی تکلیف دور کرنا بڑے گناہوں کے کفاروں میں سے ہے۔

گناہ کا کفارہ

بیماری کی کوئی جزا نہیں لیکن وہ گناہوں کو کم کرتی ہے اور ان کو اس طرح گراتی ہے جیسے درختوں سے پتّیاں۔

گناہ کا کفارہ

گناہ کبھی اہم نہ معلوم ہوتا اگر گناہ کے بعد اتنی مہلت ملتی کہ اس میں نماز کی دو رکعتیں پڑھ کر خدا سے مغفرت کی دعا مانگ لیں۔

عفو و درگزر

جب اپنے دشمن پر قابو پاؤ تو اس کو معاف کر کے نعمت کا شکر ادا کرو۔

عفو و درگزر

معافی دینے کا تو اسے ہی حق ہے جو سزا دینے پر سب سے زیادہ قادر ہو۔

عفو و درگزر

ایک خارجی نے حضرت کو گالی دی اور لوگ اس کے قتل کر دینے کو بڑھے تو حضرت نے فرمایا: ''ٹھہرو۔ گالی کا بدلہ گالی ہے یا درگزر''۔

عفو و درگزر

کریم و شریف کا سب سے اچھا عمل یہ ہے کہ وہ دوسرے کی معلوم غلطیوں کو نظر انداز کر دے۔

میل جول

لوگوں سے اِس طرح میل جول رکھو کہ اگر مر جاؤ تو لوگ تمہارے لیے روئیں اور اگر زندہ رہو تو تم سے ملنا چاہیں۔

میل جول

کنجوس سے نہ ملو کیونکہ وہ تمہیں تمہاری ضرورتوں سے بھی روک دے گا۔

میل جول

بدکار سے دوستی نہ کرنا، وہ تو معمولی قیمت پر بھی تمہیں بیچ دے گا۔

میل جول

جھوٹے سے میل جول ٹھیک نہیں، وہ تو سراب ہے کہ دور کو قریب اور قریب کو دور کر دے گا؛ اپنے کو بے گانہ اور بے گانے کو اپنا کر دکھائے گا۔

اَنا(میں)

جو اپنے آپ کو سب کچھ سمجھے اس سے بگڑنے والے بہت ہوتے ہیں۔

صدقہ ایک نجات بخش دوا ہے۔ لوگوں کے دنیاوی اعمال آخرت میں ان کے سامنے ہوں گے۔

اَنا (میں)

خود پسندی سب سے بڑی وحشت ہے۔

اَنا (میں)

جو غلطی تمہیں بارگاہِ خُداوندی میں تکلیف دے وہ اس اچھے عمل سے بہتر ہے جو تمہیں خود پسند بنادے۔

اَنا (میں)

خود پسندی سے زیادہ وحشت ناک کوئی تنہائی نہیں۔

اَنا (میں)

سب سے بڑی پریشان خاطری خود پسندی ہے۔

اَنا (میں)

جس نے اپنی رائے پر بھروسا کیا وہ ہلاک ہوا۔

اَنا (میں)

جو مالک ہوتا ہے وہ اپنی رائے کا ہوتا ہے۔ خود رائی کرنے والا تباہ ہوتا ہے۔
لوگوں سے مشورہ کرنے والا لوگوں کی عقلوں میں شریک ہو جاتا ہے۔

اَنا (میں)

خود پسندی کسی بات کو آگے بڑھنے نہیں دیتی۔

اَنا (میں)

بات کی پیچ رائے کو کند (بے کار) کر دیتی ہے۔

اَنا (میں)

انسان کا اپنے اوپر ناز کرنا خود اس کی عقل کا ایک کھیل ہے۔

عقل مند

عقل مند کا سینہ اس کے رازوں کا صندوق ہوتا ہے اور چہرے کی شگفتگی محبت کا جال۔ برداشت عیوب کی قبر ہے اور صلح جوئی عیبوں کو چھپاتی ہے۔

عقل مند

عقل سب سے بڑی دولت ہے۔

عقل مند

عقل مند کی زَبان اس کے دل کے پیچھے اور احمق کا دل اس کی زَبان کے پیچھے ہوتا ہے۔

عقل مند

احمق کا دل منہ میں اور عقل مند کی زبان اس کے دل میں ہوتی ہے۔

عقل مند

عقل مند ہر چیز کو اس کے موقع پر استعمال کرتا ہے (اور بے عقل اس کے برعکس)۔

عقل مند

دیکھنا آنکھوں ہی سے نہیں ہوتا، کبھی کبھی یہ آنکھیں آنکھ والے کو غلط بھی دکھاتی ہیں لیکن نصیحت طلب آدمی کو اس کی عقل دھوکا نہیں دیتی۔

عقل مند

خُدا نے آدمی کو عقل صرف اس لیے دی ہے کہ اس کی مدد سے ایک دن نجات حاصل کر سکے۔

عقل مند

تمہاری عقل کا فائدہ یہی کیا کم ہے کہ اس نے تمہاری گمراہی کا راستہ راہِ ہدایت سے الگ کر کے واضح کر دیا ہے۔

عقل مند

جب عقل پختہ ہوتی ہے تو آدمی کی گفتگو کم ہو جاتی ہے۔

عقل مند

جب معاملات میں اشتباہ ہو جائے تو ان کے آغاز سے نتیجہ نکالو۔ مومن کے واسطے تین ساعتیں ہیں۔ ایک میں تو وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے، دوسری میں اپنی معاش کی اصلاح کرتا ہے، تیسری ساعت وہ ہے جب وہ اپنے نفس اور لذّتِ نفس کو حلال و نیک چیزوں کے بارے میں تخلیے کی اجازت دیتا ہے۔ عاقل کو چاہیے کہ انھیں تین حالتوں میں سفر کرتا رہے، اصلاحِ معاش کے لیے، فکرِ آخرت کے لیے یا امر حلال سے لذت حاصل کرنے کے لیے۔

عقل مند

جس نے ایک مرتبہ فحش مذاق کیا، اس نے اسی کے بقدر اپنی عقل کا ایک حصہ نکال کر پھینک دیا۔

عقل مند

بہترین تونگری عقل ہے۔

عقل مند

دانائی مومن کی گم شدہ چیز ہے۔ پس دانائی کو حاصل کرو خواہ اہلِ اتفاق ہی سے کیوں نہ حاصل کرنا پڑے۔

عقل مند

جو شخص کسی مشورے کے استدلال کا خیر مقدم کرتا ہے، اسے غلطی کے مقامات معلوم ہو جاتے ہیں۔

عقل مند

لالچ کی چمک اکثر عقلوں کے چت ہونے کی جگہ ہے۔

عقل مند

دلِ خرد مند کی آنکھ انجام کار کو دیکھتی ہے اور نشیب و فراز کو پہچانتی ہے۔

عقل مند

جس نے دل کی آنکھ کھولی اس نے کام کو بینائی کے ساتھ انجام دیا۔ عمل کے آغاز میں وہ جان لیتا ہے کہ کام مفید ہے یا مضر۔ اگر مفید سمجھتا ہے تو انجام دیتا ہے۔ اگر ضرر کا پہلو دیکھتا ہے تو باز رہتا ہے کیونکہ بغیر علم کے عمل کرنے والا اُس مسافر کی طرح ہے جو غلط راستے پر چل رہا ہو۔ وہ جتنا راستہ طے کرتا جائے گا، منزلِ مقصود سے ہٹتا جائے گا جب کہ علم کی روشنی پر عمل کرنے والا راہِ راست اختیار کرنے والے کی طرح ہے۔

عقل مند

اپنے جہل و نادانی پر اعتماد نہ کرو، نہ خواہشاتِ نفس کی پیروی کرو کیونکہ اس منزل پر وارد ہونے والا گویا اس نہر کے کنارے اترنے والا ہے جس کا شگاف انہدام کے قریب ہے اور جو ہلاکت کا بوجھ لادے ہوئے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو رہا ہو۔

ترکہ

راضی برضا رہنا بہترین ساتھی کی تعریف میں ہے۔ علم ایک قیمتی ترکہ ہے۔ اچھی عادتیں نیازیور ہیں اور فکر ایک صاف آئینہ۔

ترکہ

عقل سے زائد بے نیازی، جہالت سے بڑھ کر محتاجی، آداب سے بہتر ترکہ اور مشورے سے بہتر پشت پناہ نہیں۔

ترکہ

قیامت کے دن سب سے بڑی حسرت اس آدمی کی ہو گی جو گناہ کر کے کمائی کرتا تھا اور ایسوں کے لیے چھوڑ آیا جنہوں نے اسے راہِ خدا میں صرف کر کے جنت لے لی جب کہ وہ خود اسی کی وجہ سے جہنم میں جا رہا ہے۔

ترکہ

یہی وہ ہے جس کو بخیل بچاتے تھے۔ یہی ہے جس کے لیے کل تک تم مقابلہ ورشک کرتے تھے۔

ترکہ

وہ نیک نامی، جسے خدا لوگوں میں مشہور کر دے، اُس مال و دولت سے کہیں بہتر ہے جو انسان ترکے اور میراث میں چھوڑ کر جائے گا۔

عزّت وذلّت

لالچ جس کی عادت میں داخل ہو گیا، اس نے اپنے آپ کو عیب دار بنالیا۔

جس نے اپنی پریشانیاں کسی کے سامنے بیان کر دیں، اس نے اپنی ذلت کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا۔ جس کی زبان اس پر حاوی ہو گئی، اس نے اپنے نفس کی توہین کی۔

عزّت و ذلّت

جب خدا کسی کو ذلیل کرتا ہے تو علم اس پر حرام ہو جاتا ہے۔

عزّت وذلّت

جسے اپنی آبرو عزیز ہو اُسے ریاکاری چھوڑ دینا چاہیے۔

عزّت و ذلّت

موت قبول ہے مگر ذلت گوارا نہیں، وسیلہ منظور نہیں؛ جسے بیٹھ کے روزی نہ ملی اسے کھڑے ہو کے بھی نہ دی جائے۔ زمانے کے دو دن ہیں؛ ایک تمہارے حق میں، ایک تمہارے خلاف۔ جب اقبال کے دن ہوں تو اترانا نہیں اور جب اِدبار کے دن ہوں تو صبر کرنا۔

عزّت وذلّت

”نہیں معلوم“ کہنا چھوڑ دے۔ اس سے آدمی کی قتل گاہ اس تک پہنچتی ہے (یعنی وہ ذلیل ہو جاتا ہے)۔

عزّت وذلّت

کوئی شرف اسلام سے اعلیٰ نہیں؛ کوئی عزت تقویٰ سے دقیع نہیں؛ کوئی حصار پرہیز گاری سے بہتر نہیں؛ کوئی شفیع توبہ سے زیادہ نجات دلانے والا نہیں؛ کوئی خزانہ قناعت سے بڑھ کر غنی نہیں؛ضرورت کے بقدر روزی پا قانع رہنے سے زائد کوئی مال فقر و فاقہ کو دور کرنے والا نہیں۔ جو حسبِ ضرورت روزی پر صابر رہا، اس نے راحت کا انتظام کر لیا۔ دنیا سے رغبت کرنا رنج کھولنے کی کنجی ہے اور تعب کی سواری۔ حرص، تکبر اور حسد گناہوں میں آلودگی کی دعوت دینے والے ہیں۔ شر جامعُ العیوب ہے۔

عزّت و ذلّت

لالچ کرنے والا ذلت کے بندھنوں میں جکڑا ہوا ہے۔

اِقبال

دنیا جب کسی قوم کی طرف جھکتی ہے تو دوسروں کی نیکیاں اسے دے دیتی ہے اور جب منہ پھیرتی ہے تو اس کی خوبیاں بھی اس سے چھین لیتی ہے۔

اِقبال

رائے کی صحت و برتری کا انحصار اقتدار پر ہے۔ اقبال مندی کے زمانے میں جو رائے قابل قبول ہوتی ہے، اِدبار میں وہی مہمل بن جاتی ہے، خواہ کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہو۔

اِقبال

جب تک قسمت ساتھ ہے، عیب چھپے ہوئے ہیں۔

دوست اور دشمن

سب سے زیادہ عاجز و لاچار وہ شخص ہے جو دوست بنا نہ سکے اور اس سے زیادہ مجبور وہ ہے جو دوست بنا کر چھوڑ دے۔

دوست اور دشمن

قریب کے لوگ جسے چھوڑ دیتے ہیں، اسے دور والے اپنا لیتے ہیں۔

دوست اور دشمن

پچھلے زمانے میں راہِ خدا میں میرا ایک دوست (حضرت ابوذر) تھا جو دنیا کو بے قدر سمجھتا تھا اور اس سے اس کی عظمت میری نگاہ میں بڑھ گئی تھی۔ اشتہا اس پر غالب نہ تھا۔ جو چیز میسر نہ ہوتی، اس کی خواہش نہ کرتا۔ جو کچھ مل جاتا، اس کو بڑھاتا نہ تھا۔ دن کے اکثر حصے میں خاموش رہتا۔ بولتا تو بولنے والوں کے لیے گفتگو کی گنجائش ختم کر دیتا۔ پوچھنے والوں کی پیاس بجھا دیتا۔ حق گوئی کا وقت آتا تو جنگل کا شیر اور صحرا کا اژدہا بن جاتا۔ جو دلیل بھی پیش ہوتی، وہ اس کا فیصلہ کر دیتا۔ کسی ایسی بات پر ملامت نہ کرتا جس پر عُذر کیا جاتا ہو، یہاں تک کہ غلط کار کی معافی بھی سن لیتا۔ کسی درد کی شکایت اس کے دور ہونے کے بعد کرتا (تاکہ کفرانِ نعمت نہ ہو)۔ کہتا اتنا ہی جتنا کرتا اور جو کچھ نہ کرتا اس کو منہ سے نہ نکالتا تھا۔ اس کے بولنے پر غلبہ تو کر لیا جاتا تھا مگر اس کی خاموشی پر قبضہ نہ کیا جا سکتا۔ وہ بولنے سے زیادہ سننے کا شوقین تھا۔ اگر اسے کئی کام کرنا ہوتے تو وہ دیکھتا کہ اس کی خواہش سے زیادہ قریب کون سا ہے، جو قریب ہوتا، اسے چھوڑ دیتا۔

ان اخلاق وعادات کو تم بھی اپناؤ اور ان میں سے جو کچھ کر سکو وہ کرو۔ اگر تمہیں وہ درجہ نہ مل سکے تو سمجھ لو کہ تھوڑا حاصل کر لینا بہت چھوڑنے سے اچھا ہے۔

دوست اور دشمن

دوست و دشمن، دونوں، تین طرح کے ہوتے ہیں۔ دوستوں کی قسموں میں تمہارے مخلص، دوست کے دوست اور دشمن کے دشمن اور دشمنوں کی اقسام میں تمہارے مخالف، دوست کے دشمن اور دشمن کے دوست۔

دوست اور دشمن

ایک شخص اپنے دشمن کو نقصان پہنچانے کے لیے خود اپنا نقصان کرنے کو تھا کہ آپ نے فرمایا:

تمہاری تو وہ حالت ہے جیسے کوئی اپنے ہم نشین شُتر کو مارنے کے لیے اپنے اوپر نیزے مارے۔

دوست اور دشمن

سب سے برا دوست وہ ہے جس کے لیے تکلف کرنا پڑے۔

دوست اور دشمن

دوست سے ذرا سنبھل کر دوستی رکھو، ممکن ہے کہ کسی دن وہ تمہارا دشمن ہو جائے، اور دشمن سے دشمنی میں ذرا حد سے نہ بڑھو کیونکہ ہو سکتا ہے کبھی وہ تمہارا دوست بن جائے۔

جو تمہیں بری بات سے ڈرائے، وہ گویا خوشی کی بشارت دیتا ہے۔

دوست اور دشمن

''لوگوں میں پیغمبروں کے مقرب وہ ہیں جو ان کے لائے ہوئے احکام و علوم کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔'' پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''ابراہیمؑ سے قربت رکھنے والے وہ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی۔'' ''بلاشبہ' محمد مصطفیٰ ﷺ کے دوست اور ولی وہی لوگ ہیں جو خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے دشمن وہ ہیں جو خدا کی نافرمانی کرتے ہیں' چاہے خاندانی رشتے کے کتنے ہی قریب کیوں نہ ہوں۔''

دوست اور دشمن

میرے سلسلے میں دو طرح کے لوگ تباہ ہوئے۔ حد سے بڑھنے والا دوست اور آگے بڑھا ہوا دشمن۔

دوست اور دشمن

دوست اس وقت تک دوست نہیں جب تک تین باتوں کا خیال نہ کرے۔

مصیبت میں ہمدردی، غیر حاضری میں حفظِ ناموس اور مرنے کے بعد ذکرِ خیر۔

دوست اور دشمن

دوست کو احسان کر کے راضی کر لو اور انعام دے کر اس کے شر سے بچو۔

دوست اور دشمن

بے شک دشمن کے واسطے ہلاکت ہے۔

حکومت

حکومتیں انسانوں کے لیے میدانِ امتحان ہیں۔

حکومت

خدا کی قسم! یہ معمولی کفش میرے نزدیک تم لوگوں پر امارت و حکومت سے زیادہ محبوب ہے جب تک کہ میں حق کا قیام اور باطل کی سرکوبی کا فریضہ انجام نہ دے لوں۔

عدل

توحید کے معنی یہ ہیں کہ اس کو وہم میں بھی نہ لایا جائے اور عدل یہ ہے کہ اس پر تہمت نہ لگائی جائے۔

زیاد بن ابیہ کو گورنر مقرر کرتے ہوئے فرمایا:

عدل کو کام میں لاؤ اور ظلم و ستم سے ڈرو کیونکہ سختیاں نتیجے میں ملک کو خالی کرا دیتی ہیں اور ظلم لوگوں کو جنگ پر مجبور کر دیتا ہے۔

عدل

بخدا! اگر میں جاگیروں کو ایسا پاتا کہ اس سے عورتوں کی شادیاں کرا دی گئیں اور اس کے سرمائے سے لونڈیاں خرید لی گئیں، تب بھی میں ان کو واپس لے لیتا کیونکہ دل میں بڑی وسعت ہے اور جس پر عدل تنگ ہو جائے، ظلم اس پر اور بھی تنگ ہو گا۔

ظاہر

ظاہر پر نہ جاؤ۔ آزمالو، دشمن ہو جاؤ گے۔

ظاہر

بہت سے لوگ آدمی کی شہرت سن کر فریفتہ ہو جاتے ہیں۔

ظاہر

یہ لوگ بادل کی طرح گرجے اور بجلی کی طرح چمکے لیکن گرجنے اور چمکنے کے باوجود وقتِ کارزارِ ناتواں وترساں نظر آئے۔

ہم جب تک لڑ نہیں لیتے، نعرہ زنی نہیں کرتے، اور جب تک برسائے نہیں جاتے، برستے نہیں۔

خدا کی عبادت کرتے رہو مگر کسی کو دکھانے' سنانے کے لیے نہیں۔ جو شخص خدا کے علاوہ کسی اور کے لیے کوئی کام انجام دیتا ہے، خدا بھی اس کا اجر اسی پر ڈال دے گا۔

اوہام

نگاہِ بد، جادو ٹونا تو ہیں مگر فال و شگون کچھ نہیں۔ مرض ایک دوسرے میں منتقل کرنا غلط ہے۔ خوش بو، شہد اور سبزے کو دیکھنا بھی ایک جادو ہے (کہ دل و دماغ پر اثر کرتا ہے)

اوہام

کیا تیرا گمان ہے کہ اس وقت کو بتا سکتا ہے جس وقت سفر کرنے سے بلا دور رہتی ہے۔

استحقاق

بیٹے کا باپ اور باپ کا بیٹے پر حق ہے۔ باپ کا حق تو یہ ہے کہ اولاد اس کی اطاعت کرے، ہر بات میں، بجز گناہ۔ اولاد کا حق یہ ہے کہ نام کو اونچا کرے، اخلاق اچھا رکھے، قرآن کی تعلیم دے۔

استحقاق

حضرت نے فرزوق کے والد سے پوچھا:

تم نے اپنے وہ بہت سے اونٹ کیا کیے؟ انہوں نے جواب دیا: لوگوں کے حقوق میں تقسیم کر دیے اور وہ ختم ہو گئے۔

حضرت نے فرمایا: اس مال کا یہ سب سے قابل تعریف راستہ تھا۔

استحقاق

جب عورت حدِ بلوغ کو پہنچ جائے تو نسبی اعزّا اس کے لیے بہتر ہیں۔

جس نے کسی ایسے کا حق ادا کر دیا جس کا حق ادا نہیں کیا جاتا، اس نے اس شخص کو غلام بنالیا۔

استحقاق

کسی کا حق ادا کرنے میں دیر کرنے سے کسی کو برا نہیں کہا جائے گا۔ ہاں!
بغیر استحقاق، کسی چیز کے لینے والے کا عیب بیان کیا جائے گا۔

غرور

فخر چھوڑ دو، تکبر کو کنارے رکھو اور قبر کو یاد کرو۔

غرور

جسے کچھ مل جاتا ہے وہ سرکش ہو جاتا ہے۔

بخل و فیّاضی

کنجوسی تمام برائیوں کی جامع ہے۔ یہ وہ لگام ہے جس سے آدمی ہر برائی کی طرف کھینچ جاتا ہے۔

بخل و فیّاضی

لوگوں پر کرم کرنے کا زیادہ مستحق تو وہ ہے جس میں بزرگوں اور کریموں کی صفات نے جڑ پکڑ لی ہو۔

بخل و فیّاضی

جس نے سخاوت کی، اس نے برتری کو پالیا۔

بخل و فیّاضی

مجھے کنجوس پر بڑا تعجب ہوتا ہے۔ وہ اس فقیری کے لیے جلدی کرتا ہے جس سے بھاگا ہے اور اس سرمایہ داری کو ہاتھ سے دیتا ہے جس کو ڈھونڈا تھا۔ وہ دنیا میں محتاجوں کی زندگی بسر کرتا ہے اور آخرت میں مال داروں کا سا حساب دیتا ہے۔ اس متکبر پر تعجب ہوتا ہے جو کل نطفہ تھا اور کل مردہ ہو جائے گا اور خدا کے بارے میں شک کرنے والے پر حیرانی ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی مخلوق کو دیکھتا ہے اور پھر انکار کرتا ہے۔ اس پر بھی تعجب ہوتا ہے جو دوسری مرتبہ خلقت کا انکار کرتا ہے حالانکہ پہلی تخلیق اس کے پیشِ نظر ہے۔

بخل و فیّاضی

ابنِ آدم! یہ جو تو نے اپنی ضرورت سے زیادہ مہیا کیا ہے، اس کے لیے تو دوسروں کا خزانچی ہے۔

بخل و فیّاضی

تم میں سے جو شخص اپنے عزیز و اقارب کو پریشانی میں مبتلا دیکھے تو اتنا مال خرچ کر کے انہیں بچانے سے باز نہ رہے جس کو صرف نہ کرنے سے اس کی دولت میں اضافہ نہ ہو گا اور خرچ کر ڈالنے سے کوئی کمی واقع نہ ہو گی۔

بخل و فیّاضی

جو شخص اپنے لوگوں کی مدد کرنے سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے، اس کا ایک ہاتھ رکتا ہے تو عزیزوں کے بہت سے ہاتھ رک جاتے ہیں اور جو اپنے لوگوں کے ساتھ تواضع اور مہربانی سے پیش آتا ہے وہ ان کی دائمی اور مستقل دوستی حاصل کر لیتا ہے۔

اہل و عیال

بال بچوں کو اپنی سب سے بڑی مشغولیت نہ بناؤ کیونکہ اگر وہ خدا والے ہیں تو اللہ اپنے چاہنے والوں کو بے کار نہیں کرتا اور اگر دشمنانِ خدا ہیں تو کہاں تم اور کہاں دشمنانِ خدا سے دل لگانا۔

اہل و عیال

عیال کی قلت دو آسانیوں میں سے ایک آسانی ہے۔

نقصان

کتنے ایسے اُمید وار ہیں جو کامیاب نہیں ہوتے۔ کتنے گھر بنانے والے ہیں جو بنائے ہوئے گھروں میں رہ نہیں پاتے۔ کتنے جمع کرنے والے ہیں جو چھوڑ جائیں گے – وہ مال ناجائز ہو سکتا ہے کیونکہ ممکن ہے کہ اس میں سے کسی کا حق روکا گیا ہو۔ اس طرح وہ حرام ہوا اور جمع کرنے والا گناہ کے بوجھ میں دبا ہوا خدا کے سامنے حاضر ہوا۔ دنیا و آخرت دونوں میں اس نے گھاٹا اٹھایا جو کھلا ہوا گھاٹا ہے۔

نقصان

دنیا میں سب کچھ دیکھنے کے بعد اس کی طرف جھکنا جہالت ہے۔ اچھے اعمال میں ثواب کا یقین رکھنے کے بعد غفلت برتنا نقصان کا باعث اور آزمائش کے بغیر ہر ایک پر بھروسا کر لینے کا نام سستی ہے۔

نقصان

سب سے زیادہ گھاٹے کا سودا اس کا ہے اور سب سے ناکام کوشش کرنے والا وہ ہے جو اپنا بدن اپنی امیدوں کو حاصل کرنے میں گھلا دے' مشیتِ الٰہی اس کا ساتھ نہ دے اور قیامت میں وہ دنیا کی حسرتیں لے کر ندامت و تکلیف کے لیے پہنچے۔

نقصان

جو مال تمہیں نصیحت کر جائے اور تجربہ دے جائے وہ مال گیا نہیں۔

روزی

خدا نے سرمایہ داروں کے مال میں محتاجوں کی روزی رکھی ہے۔ اگر فقیر بھوکا رہتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ دولت مند نے اسے محروم رکھا۔ خدائے بزرگ ان لوگوں سے اس کا جواب طلب کرے گا۔

روزی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جسے تم تلاش کرتے ہو، دوسری وہ جو تم کو تلاش کرتی ہے۔ اگر تم اس کے پاس نہ جاؤ تو وہ تمہارے پاس آ جائے گی۔ لہٰذا سال بھر کی فکر آج ہی نہ کرو۔ ہر روز کے حالات اس دن کے لیے بہت ہیں۔ اب اگر تمہاری عمر ایک سال ہے تو خداوندِ عالم ہر روز اس کا مقسوم دے گا۔ اگر سال بھر کی عمر نہیں ہے تو پھر ایسی فکر سے کیا فائدہ جس میں تمہارا کچھ نہیں۔ پھر تمہاری روزی تک کوئی پہنچ بھی نہیں سکتا اور غالب آنے والا قبضہ بھی نہیں کر سکتا۔ جو کچھ مقدر میں ہے اس میں تاخیر نہیں ہو سکتی۔

روزی

خدا دنیا سے جو کچھ دے وہ لے لو' جو تم سے منہ پھیرے تم بھی ادھر نہ دیکھو اور اگر یہ نہ کرو تو کسبِ معاش میں اچھا راستہ اختیار کرو۔

زرق دو طرح کا ہوتا ہے؛ طالب اور مطلوب۔ جو دنیا کو طلب کرتا ہے اس کو موت ڈھونڈھتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ دنیا سے نکل جاتا ہے اور آخرت کو تلاش کرتا ہے حتیٰ کہ اس کی روزی اسے مل جاتی ہے۔

فرزندِ آدم! آنے والے دن کی فکر نہ کر کیونکہ اس دن اگر تیری زندگی ہے تو خدا تیرا رزق بھی اسی کے ساتھ لائے گا۔

روزی

صدقے کے ذریعے اپنے رزق کو اتارو۔

روزی

صدقہ دے کر رزق مانگو۔ جو عوض و حساب کا یقین رکھتا ہے وہ عطا میں سخاوت سے کام لیتا ہے۔

روزی

زحمتوں کے لحاظ سے توفیقاتِ خدا نازل ہوتی ہے۔

وعدہ

جس سے کسی بات کا مطالبہ کیا جائے وہ اس وقت تک آزاد ہے جب تک اس کا وعدہ نہ کر لے۔

وعدہ

عہد و پیمان کی میخوں کو مضبوط کر لو۔

اقوال مولا علی کرم اللہ وجہہ

نفس

نہراون کے خارجیوں کے لیے فرمایا:

گمراہ کرنے والے شیطان اور نفس امّارہ نے انہیں اُمیدیں دلا کر ورغلایا اور گناہوں کو پھیلایا، کامیابی کا وعدہ کیا اور جہنم میں لے کر کود پڑا۔

نفس

اپنے نفس کی اصلاح کے لیے یہی کافی ہے کہ جو باتیں دوسروں کے لیے ناپسند کرتے ہو، ان سے بچو۔

نفس

کیا کوئی ایسا جوانمرد ہے جو اس چبائے ہوئے نوالے (دنیا) کو اس کے مالک کے لیے چھوڑ دے۔

نفس

تمہارے نفس کی قیمت جنت ہے تو اسے جنت ہی کی قیمت پر بیچنا۔

نفس

حضرت کو پیوند لگے کپڑے دیکھ کر کچھ لوگوں میں چہ میگوئیاں ہوئیں تو حضرت نے فرمایا:

اس لباس سے دل میں فروتنی، نفس میں انکسار پیدا ہوتا ہے اور مومن اس کی تقلید کرتے ہیں۔

نفس

مجھے غصہ آئے تو ایسے کیسے اتاروں۔ اگر انتقام سے عاجز ہوں تو کہنے والے (میری بے بسی دیکھ کر) کہیں گے کہ کاش صبر کر لیا ہوتا اور اگر اختیار رکھتا ہوں تو لوگ کہیں گے، کیا اچھا ہوتا کہ معاف کر دیتے۔

نفس

مجھے تمہاری طرف سے دو چیزوں کی بہت فکر ہے؛ ایک خواہشِ نفس کی پیروی کی، دوسرے امیدوں کی فراوانی کی۔

نفس

جسے اپنا نفس معزز معلوم ہو گا، خواہشاتِ نفس اس کے لیے حقیر ہوں گی۔

سوال

سمجھنے کے لیے پوچھو، امتحان اور پریشان کرنے کے لیے نہیں کیونکہ جاہل طالب علم عالم کی طرح اور عالم زور آور جاہل کی طرح ہوتا ہے۔

سوال

تمہارے چہرے کی آب ابھی باقی ہے۔ سوال اس کا جوہر نکال لیتا ہے۔ تو یہ سمجھ کر سوال کرو کہ اس کا جوہر کسے دیتے ہو۔

سوال

انہونی بات کے لیے سوال نہ کرو کیونکہ جو ہو چکا وہی تمہارے لیے بہت ہے۔

سوال

جو اپنی ضرورت مومن سے بیان کرتا ہے وہ گویا خدا سے عرض کرتا ہے۔

جو کافر سے شکایت و درخواست کرتا ہے وہ گویا خدا کی شکایت کرتا ہے۔

سوال

ضرورت کا پورا نہ ہونا، نااہل سے مانگنے سے زیادہ آسان ہے۔

سوال

سفارش کرنے والا سائل کا بازو ہوتا ہے۔

سوال

سائل کو کم دینے میں شرم نہ کرو، اس لیے کہ ناکام واپس کرنا اس سے بھی کم ہے۔

حاجت

حاجت دین میں نقص، عقل میں گھبراہٹ اور (زبردستی کی) دشمنی کو دعوت دیتی ہے۔

حاجت

جہالت سے بڑھ کر کوئی محتاجی نہیں۔

حاجت

محتاجی ایک بلا ہے مگر بدن کا مرض فقر و فاقہ سے بھی زیادہ ہے اور بدن کے مرض سے زیادہ دل کا مرض ہے۔ آگاہ رہو کہ کشائشِ مال ایک نعمت ہے مگر کشائشِ مال سے افضل صحتِ جسمانی ہے اور اس سے افضل قلب کی پرہیز گاری۔

حاجت

خدا کی اعانت ہر شخص کے لیے بقدرِ حاجت ہوتی ہے۔

اختلاف

ایک یہودی نے اعتراض کیا کہ آپ کے نبی دفن بھی نہ ہونے پائے تھے کہ امت میں اختلاف ہو گیا۔ آپ نے جواب دیا:

ہمارا اختلاف دین ہی پر تھا، اصل میں تو نہ تھا۔ لیکن تمہارے پیر (دریائے نیل سے نکلنے کے بعد) ابھی سوکھنے بھی نہ پائے تھے کہ تم نے اپنے نبی سے کہہ دیا کہ ہمارے لیے بھی ویسے ہی خدا بنا دیجئے جیسے ان کے۔

اختلاف

جب کوئی مومن اپنے بھائی کو غصہ دلائے تو گویا اس نے اسے چھوڑ دیا۔

اختلاف

تمہارے جسم تو مجتمع ہیں لیکن راہیں جدا جدا ہیں۔ تمہاری باتیں تو سخت پتھروں کو نرم کرتی ہیں مگر بے عملی دشمنوں کو تمہارے لیے لالچ دلاتی ہے۔ اپنی مجلسوں میں بیٹھ کر تو تم چناں و چنیں کرتے ہو لیکن جب دشمن سے پیکار کا وقت آتا ہے تو جنگ سے منہ موڑنے کا نعرہ لگاتے ہو۔

سچی بات تو یہ ہے کہ ذلیل انسان ظلم و ستم کو روک نہیں سکتا اور حق بغیر سعی و کوشش کے پایا نہیں جا سکتا۔ ذرا سوچو تو اپنا گھر چھن جانے کے بعد کس کے گھر کی حفاظت کرو گے۔

اختلاف

اختلاف رائے کو بے کار کر دیتا ہے۔

حق گوئی

مومنوں کی دور رسی سے ڈرو کیونکہ خدا نے ان کی زبانوں پر حق رکھ دیا ہے۔

حق گوئی

ایک شخص حضرت کی بہت تعریف کر رہا تھا اور تھا منافق۔ حضرت نے کہا:
جو تم کہہ رہے ہو میں اس سے کم اور جو تمہارے دل میں ہے اس سے کہیں
زیادہ بہتر ہوں۔

حق گوئی

ایمان یہ ہے کہ سچ کو اس وقت بھی جھوٹ پر ترجیح دے جب سچ سے ضرر پہنچ رہا ہو اور جھوٹ سے فائدہ۔ جو بات زبان سے نکلے وہ عمل سے مطابقت کرے اور کسی غیر کی بات میں اللہ سے ڈرے۔

محبت

اجداد کی محبت اولاد کا رشتہ ہے اور رشتہ کی ضرورت محبت کے مقابلے میں زیادہ اہم ہے۔

محبت

محبت فائدہ پہنچانے والی قربت ہے۔

مصیبت

جس پر مصیبت زیادہ سخت نہ ہو وہ دعا کا اس سے زیادہ محتاج نہیں ہے جو مصیبت سے محفوظ نہ ہو۔

مصیبت

جب سختی انتہا کو پہنچتی ہے تو آسانی پیدا ہو جاتی ہے اور جب بلا کی کڑیاں کستی ہیں تو امید کی کرن پھوٹتی ہے۔

مصیبت

جو چھوٹی مصیبت کو بڑا سمجھے گا وہ اس سے بڑی بلاؤں میں گھرے گا۔

مصیبت

صبر مصیبت کے بقدر نازل ہوتا ہے۔ جس شخص نے مصیبت کے وقت اپنا ہاتھ زانو پر مارا، اس کا عمل بے کار گیا۔

مصیبت

تکلیفوں سے نظر پھیر لو ورنہ کبھی خوش نہ ہوگے۔

غیرت

غیرت دار کبھی بدکاری (زنا) نہیں کرتا۔

جو باتیں زیادہ کرے گا وہ غلطیاں کرے گا اور جو غلطیاں کرے گا اس میں حیا کم ہو گی۔ جس میں حیا کم ہو گی اس میں پرہیز گاری کم ہو گی۔ جس میں پرہیز گاری کم ہو گی اس کا دل مردہ ہو گا اور جس کا دل مر گیا وہ جہنم میں گیا۔

غیرت

جس نے حیا کا جامہ پہن لیا لوگ اس کے عیب نہیں دیکھ سکتے۔

قاصد

تمہارا قاصد تمہاری عقل کا ترجمان ہوتا ہے اور تمہارا خط تمہاری طرف سے بولنے والوں میں سب سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔

قاصد

یہ سائل خدا کے قاصد ہیں۔ جس نے انہیں نہ دیا، اس نے خدا کو نہ دیا اور جس نے انہیں دیا اُس نے خدا کو دیا۔

اعتدال

لڑائی جھگڑے تو بہت ہیں۔ جو حد سے بڑھا وہ گناہ گار اور جس نے کوتاہی کی وہ مارا گیا۔ جھگڑنے والے کا خدا سے ڈرنا ممکن نہیں۔

میانہ روی اختیار کرنے والا کبھی فقیر نہیں ہوتا۔

قضاوقدر

قضاوقدر ایک تاریک راستہ ہے، اس پر نہ چلو۔ یہ گہرا سمندر ہے، اس میں نہ پھاندو۔ یہ خدا کا راز ہے، اس میں خواہ مخواہ تکلیف نہ اٹھاؤ۔

قضاوقدر

تم شاید اس کا مطلب یہ سمجھے کہ قضاوقدر لازمی اور حتمی ہے۔ اگر یہ صحیح ہوتا تو ثواب وعذاب غلط تھا اور وعدہ وعید بے کار۔

بے شک خدا نے حکم دیا ہے مگر عمل میں اختیار دیا ہے اور روکا ہے، جبر نہیں ہے۔ اس نے تو تھوڑے سے عمل پر بہت دیا۔ اس کی نافرمانی اس کو مغلوب کر کے نہیں ہوئی اور نہ اس کی اطاعت جبراً۔ اس نے رسول بے کار نہیں بھیجے، نہ یہ کتابیں فضول نازل فرمائیں اور نہ زمین آسمان کو بے سبب پیدا کیا۔ یہ خیال تو ان لوگوں کا ہے جو کافر ہیں۔ اُن کے لیے جہنم ہے۔

اتمامِ حُجّت

علم بہانہ ساز لوگوں کے عذر ختم کر دیتا ہے۔

اتمامِ حُجّت

اگر تم دیکھ سکتے ہو تو تمہیں حقائق و بصائر دکھا دیئے گئے ہیں۔ اگر ہدایت چاہتے ہو تو راہنمائی کی جا چکی ہے۔ اگر سننا ہو تو احکام سنائے جا چکے ہیں۔

عبرت و نصیحت

تم میں اور نصیحت میں بے توجہی کا پردہ حائل ہے۔

عبرت و نصیحت

عبرتیں بے شمار ہیں مگر ان کا اثر لینے والے کم ہیں۔

عبرت و نصیحت

آنکھ والوں کے لیے صبح روشنی پھیلا چکی ہے۔

عبرت و نصیحت

ان سے عبرت حاصل کرو جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، قبل اس کے کہ تمہارے بعد آنے والے تم سے سبق لیں۔ اس دنیا کو ذلیل سمجھ کر چھوڑ دو کیونکہ اس نے ان کا بھی ساتھ نہیں دیا جو تم سے کہیں زیادہ اس پر فریفتہ تھے۔

استقلال

وہ تھوڑا جس کو قرار اور دوام ہو اس زائد سے زیادہ اُمید آفرین ہے جو انسان کو تنگ دل کر دے۔

استقلال

کم ہو مگر دائمی تو وہ اس سے زیادہ بہتر ہے جس سے آدمی تنگ ہو جائے۔

استقلال

جس نے مختلف کاموں کو بیک وقت کرنا چاہا، اس کی تدبیروں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔

اِنصاف

دو چور حضرت علیؓ کے پاس لائے گئے جن میں سے ایک بیت المال کا غلام تھا، دوسرا کسی اور آدمی کا غلام تھا۔ حضرتؓ نے فرمایا:

بیت المال کے غلام نے بیت المال میں سے چوری کی ہے۔ ملکیتِ خدا میں سے ایک کا دوسرے سے نقصان ہوا ہے۔ اس لیے اس پر کوئی حد نہیں۔ ہاں، دوسرے کو سزا دی جائے۔

اِنصاف

اِنصاف یہ نہیں ہے کہ خیال پر فیصلہ کر دیا جائے۔

سفر

کمیل (ایک صحابی)! اپنے آدمیوں کو حکم دو کہ عزت و بزرگی حاصل کرنے کے لیے صبح کو سفر کریں اور غافل اور سونے والے حاجت مندوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے شام کو۔ قسم اس خدا کی جس کی قوتِ سامعہ میں تمام آوازوں کی گنجائش ہے، جس نے کسی کے دل کو مسرور کیا، خدا اس کے صلے میں ایک لُطف تخلیق کرتا ہے اور جب کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو وہ لطف اس کی طرف اس طرح بڑھتا ہے جیسے نشیب کی طرف پانی۔ پھر اس بلا کو اس طرح بھگا دیتا ہے جیسے دوسروں کا اونٹ اپنی چراگاہ سے۔

سفر

جسے سفر کی طولانی مسافت یاد ہوتی ہے وہ پہلے سے تیاری کرتا ہے۔

سفر

مومن کے تین وقت ہیں؛ ایک وہ جب وہ خدا سے مناجات کرتا ہے، دوسرا وہ جب معاش اور ضروریاتِ زندگی کے لیے کام کرتا ہے، تیسرا وہ جب نفس کی تسکین اور لذّاتِ حلال میں مصروف ہوتا ہے۔ عقل مند آدمی کو سفر کا حق نہیں بجز ان تین مقصدوں کے لیے؛ اصلاحِ معاش، سفر برائے ثواب اور حلال آسائش وراحت۔

سفر

راستے سے پہلے ساتھی کو اور گھر سے پہلے پڑوسی کو دیکھ لو۔

سفر

خدا سے اس طرح ڈرو جیسے کوئی تنہا سفر کے لیے کمر کرلے، اس کی تیاری میں کوشش کرے، وقتِ فرصت تیزی کرے، ڈر سے بچنے کے لیے سبقت کرے، منزل پر واپسی کے لیے غور کرے اور جائے بازگشت و جائے نزول کا نتیجہ سمجھ لے۔

سفر

تم اچھے سامانِ سفر کے ساتھ یہاں سے کوچ کرو، ضرورت سے زیادہ طلب نہ کرو اور زادِ راہ کے سوا کسی چیز کے طالب نہ بنو۔

حسد

جسم کی صحت کا انحصار حسد کی کمی پر ہے۔

حسد

حق سے زیادہ کسی کی تعریف چاپلوسی ہے اور استحقاق سے کم عاجزی یا حسد۔

حسد

حاسدوں کی اس حالت پر تعجب ہے کہ وہ تندرست کیسے ہیں؟

حسد

ایک دوسرے سے حسد نہ کرو کیونکہ حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔

حسد

ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو کیونکہ بغض خیر وبرکت کے زوال کا باعث ہے۔

خُوش خیالی

اگر کسی کا خیال تمہارے بارے میں اچھا ہو تو اسے اچھا کر دکھاؤ۔

خُوش خیالی

کوئی شخص کوئی بات کہے تو اس کے لیے برا خیال اس وقت تک نہ کرو جب تک اس کا کوئی اچھا مطلب نکل سکے۔

اِحسان

کرم قرابت کے رشتے سے زائد اضافی چیز ہے۔

اِحسان

اگر کوئی سلام کرے تو اسے اس سے بہتر جواب دو، اگر کوئی تم پر احسان کرے تو اس سے بڑھ چڑھ کر بدلہ دو۔ اس کے بعد بھی شرف پہلے ہی کو ہے۔

اِحسان

جو شخص تجھے نیکی میں پہلو تہی کرنے دے وہ تیرے احسان پر شکر گزار نہیں۔ خدا ناشکرے کی احسان فراموشی سے زیادہ شکر گزار کا شکر دے دیتا ہے اور احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اِختیارات

جب اختیارات زیادہ ہوتے ہیں تو خواہشات کم ہو جاتی ہیں۔

اِختیارات

معاملات کے نشیب و فراز کا جاننے والا ہر کام کا حیلہ اور تدبیر جانتا ہے لیکن وہ اس سے کام اس لیے نہیں لیتا کہ امر و نہی خدا نے روک رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ قدرت و اختیار رکھتے ہوئے اور آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود اس کو چھوڑ دیتا ہے۔

دنیا

قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ دنیا میرے نزدیک کوڑھی کے ہاتھ میں سور کی بے گوشت ہڈی سے زائد قابل نفرت ہے۔

دنیا

دنیا کی ترشی آخرت کا مزہ ہے اور آخرت کی شیرینی اور خوش گواری دنیا کی تلخی ہے۔

دنیا

غفلت کے قیدیو! ٹھہرو کیونکہ دنیا کی بلندیوں پر چڑھنے والے کو دانتوں کی آواز کے سوا کوئی مصائب شب و روز سے ڈرا نہیں سکتے۔

لوگو! اپنے نفسوں کی تادیب کرو اور اس کی بری عادتوں کو چھڑاؤ۔

دنیا

لوگو! سامانِ دنیا ہلاکت میں ڈالنے والا ہے۔ ایسی چراگاہ سے بچو جہاں سے سفر کرنا ٹھہرنے سے زیادہ نفع بخش ہے، جہاں کی واجبی روزی دولت مندی سے زیادہ پاک ہے، جہاں کے سرمایہ داروں پر احتیاج کا حکم لگا دیا گیا ہے۔ جو اس سے بے پرواہیں انہیں راحت دی گئی ہے۔ جسے اس دنیا کی چمک دمک بھا گئی ہے، اس کو نتیجے میں نابینائی ملے گی۔ جس نے اس پر فریفتہ ہونے کو اپنا شعار بنالیا ہے اس کا دل غموں سے بھر جائے گا اور یہ غم اس کے سویدائے قلب پر قبضہ کرلیں گے۔ ایک غم اسے مشغول رکھے گا اور ایک ہمیشہ غمگین بنائے رہے گا۔ یہاں تک کہ اس کی گردن دبائی جائے گی اور وہ میدان میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کی گردن کی دونوں رگیں ٹوٹی ہوئیں ہوں گی۔ خدا پر اسے موت دینا اور عزیزوں پر اسے دفن کرنا تکلیف دہ نہ ہوگا۔

مومن ہی دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور بجبوری اس سے پیٹ بھر لیتا ہے۔ غصے اور ناراضگی کے کانوں سے اس کی سنتا ہے۔

یہاں اگر کسی کے لیے کہا جاتا ہے کہ دولت مند ہو گیا تو گویا محتاج ہو گیا اور اگر زندگی دے کر خوش کیا تو فاقہ کر کے غمگین بھی بنا لیا گیا۔ یہ ہیں حالات دنیا کے۔ ابھی ان انسانوں کا وہ دن آئے گا۔ وہ دن نہیں آیا ہے جس میں وہ بالکل مایوس ہو جائیں گے۔

دنیا

دنیا سے الگ رہو، خدا تمہیں اس کے عیوب دکھادے گا۔ خدا سے غافل نہ ہو کیونکہ وہ تم سے غافل نہیں ہے۔

یہ دنیا دھوکا دیتی ہے، نقصان پہنچاتی ہے اور گزر جاتی ہے۔ خدا نے اسے نہ تو اپنے اولیاء کو ثواب میں دینا پسند کیا اور نہ دشمنوں کو سزا کے طور پر۔ ان اَہلِ دنیا کی تو وہ مثل ہے جیسے قافلہ ابھی اترا ہی تھا کہ ''ہنکوئے'' نے چلو چلو کی صدا بلند کر دی۔

بیٹے! دنیا میں اپنے بعد کچھ چھوڑ کے نہ جانا۔ اگر چھوڑ جاؤ گے تو دو میں سے ایک آدمی ضرور حصہ دار ہو گا۔ خدا کا عبادت گزار یا گناہگار۔ عبادت گزار ہوا تو اس مال کی بدولت خوش نصیب کہ اس نے اسے راہِ خدا میں صَرف کر دیا اور تم بد قسمت کہ جمع کر کے مر گئے اور صَرف نہ سکے۔ اور اگر گناہگار ہوا تو وہ بد نصیب اور تم عملِ بد میں اس کے مددگار کہ نہ دولت چھوڑتے اور نہ وہ اس سے عیش

کرتا۔ اس لیے دونوں میں سے کوئی بھی اس کا مستحق نہیں کہ تم اس کے لیے ایثار کرو۔

اولیاء اللہ وہ ہیں جو دنیا کے باطن کو اس وقت دیکھتے ہیں جب عام لوگ ظاہر کو دیکھتے ہیں۔ وہ اس کے نتیجے کے منتظر رہتے ہیں۔ جبکہ دنیا والے فوری فائدوں میں الجھے ہوتے ہیں۔ وہ اس فائدے کو فنا کر دیتے ہیں جس سے انہیں اپنی ہلاکت کا خدشہ ہوتا ہے۔ وہ اس کے دشمن ہوتے ہیں جس سے اہلِ دنیا کی صلح ہو اور اس سے صلح کرتے ہیں جس سے اہلِ دنیا کی دشمنی ہو۔ لوگوں نے ان سے قرآن سیکھا اور انہوں نے سب کچھ قرآن سے حاصل کیا۔ ان سے قرآن قائم، وہ قرآن کے سہارے زندہ۔ ان کی امیدوں دے بڑی امید اور ان کے خوف سے بڑا خوف نظر نہیں آتا۔

دنیا

دنیا دوسروں کے لیے پیدا کی گئی ہے، خود کچھ بھی نہیں ہے۔

دنیا

دنیاوالے ان مسافروں کی طرح ہیں جن کو قافلہ لیے جارہاہو اور وہ غافل سورہے ہوں۔

دنیا

دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے کہ چھونے میں نرم اور پیٹ میں خطرناک زہر۔ ناسمجھ اس کو دیکھ کر ٹوٹ پڑتا ہے اور صاحبِ عقل اور دانشمند اس سے ڈرتا ہے۔

دنیا وہ سرائے فانی ہے جس کا فنا ہونا طے ہے اور جس کے ساکنوں کے لیے اس سے جلاوطن ہونا مقدر ہو چکا ہے۔ یہ سرسبز و شاداب ہے، اپنے چاہنے والے کے لیے تیزی سے حرکت کرتی ہے اور دیکھنے والے کے دل میں اتر جاتی ہے۔

زمانہ

وہ زمانہ بھی آئے گا جب لوگوں میں قرآن کے نشان اور اسلام کا نام رہ جائے گا۔ مسجدیں تعمیری لحاظ سے آباد اور ہدایت کے لحاظ سے ویران ہوں گی۔ شہری اور آباد کار بدترین اہلِ زمین ہوں گے۔ فتنہ انہیں میں سے اٹھے گا اور غلط کاریاں وہیں پناہ لیں گی۔ جو اس آفت سے بچ گئے ہوں گے انہیں وہ اس بلا میں واپس لے آئیں گے اور جو پیچھے رہ گئے ہوں گے انہیں بھی کھینچ لائیں گے۔

خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ قسم کھا کر کہتا ہوں، ان لوگوں میں وہ بلا بھیجوں گا کہ سنجیدہ لوگ حیران رہ جائیں گے۔ بے شک یہی ہو گا۔ ہم خدا سے غفلتوں کی ٹھوکروں سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے ہیں۔

زمانہ

ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں چغل خور مقربینِ دربار ہوں گے، سمجھ دار بدکار سمجھے جائیں گے اور انصاف والے کمزور۔ صدقے کو نقصان، صلہ رحم اور عبادت کو لوگوں پر احسان سمجھ کر کیا جائے گا۔ اس زمانہ میں لونڈیوں اور لڑکوں کے مشوروں اور خواجہ سراؤں کی تدبیروں سے سلطنت کی جائے گی۔

زمانہ

یہ زمانہ بدن کو بوسیدہ (کمزور) کرتا ہے اور امیدوں کو نیا کرتا رہتا ہے، موت کو قریب اور آرزوں کو دور کرتا رہتا ہے۔ جو یہاں کامیاب ہو جاتا ہے وہ تھک جاتا ہے جیسے ناکامی ہوتی ہے۔

زمانہ

لوگو! ہم ایک کج رو دور اور ناشکرے عہد میں واقع ہوئے ہیں جس میں نیکوکار کو بدکار شمار کیا جاتا ہے اور ظالم زیادہ اکڑ فوں دکھاتا ہے۔

زمانہ

ہر گھونٹ کے ساتھ ایک پھندا ہے؛ ہر لقمہ کے ساتھ غم و غصہ۔ بندہ اس وقت تک کوئی نعمت نہیں پاتا جب تک دوسری اس سے دور نہ ہو جائے۔

فتنہ وفساد

جب کبھی فتنہ برپا ہو تو دو سال کے اونٹ کے بچے کی طرح رہو کہ نہ کوئی اس پر سواری کر سکتا ہے، نہ اس کے تھن دوہنے کے لائق ہوتے ہیں اور وہ کسی طرف بھی جانے میں آزاد و خود مختار ہوتا ہے۔

فتنہ وفساد

ہر مبتلائے فتنہ کو برا نہیں کہا جا سکتا۔

فتنہ و فساد

تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہا کرے کہ ”خدایا فتنے سے بچا۔“ کیونکہ کوئی ایسا نہیں جو فتنے میں مشغول نہ ہو۔ ہاں پناہ ہی مانگنا ہے تو فتنے کی گمراہیوں سے پناہ مانگو۔ فتنے کے معنی تو قرآن نے یہ بتائے ہیں۔ یہ سمجھ لو کہ ”تمہارا مال اور اولاد فتنہ ہے۔“

فتنہ وفساد

حالات کی پے در پے کروٹوں سے مردوں کے جوہر پہچانے جاتے ہیں۔

فتنہ وفساد

فتنے جب نمودار ہوتے ہیں تو حق کو مشتبہ کر دیتے ہیں اور جب منہ موڑتے ہیں تو متنبہ کر جاتے ہیں، جب سامنے آتے ہیں تو پہچانے نہیں جاتے اور جب پیٹھ موڑتے ہیں تو آسانی سے پہچان لیے جاتے ہیں۔ یہ ہواؤں کی طرح چکر کاٹتے ہیں۔ کسی آبادی کو زد میں لیتے ہیں اور کسی کو چھوڑ دیتے ہیں۔

فتنہ وفساد

لوگوں کو جو چیز فتنہ وفساد سے روکے ہوئے ہے وہ ان کی بے چارگی اور طاقت وسرمائے کی کمی ہے۔

فتنہ و فساد

جنہوں نے اپنی تلوار نیام سے باہر نکال لی ہے، اپنا شر ظاہر کر دیا ہے، اپنے سواروں اور پیادوں کو اکٹھا کر لیا ہے، اپنے نفس کو شرارت پر آمادہ کر لیا ہے اور اپنے دین کو برباد کر لیا ہے، صرف اسی دنیائے دوں کے لیے جسے وہ حاصل کر رہے ہیں، اسی لشکر کے لیے جس کی سالاری وہ کر رہے ہیں اور اسی مقصد کے لیے جس پر وہ سربلند ہیں لیکن یہ بہت برا سودا ہے کہ دنیا کو اپنے نفس کی قیمت اور اجرِ خداوندی کا عوض قرار دے دو۔

زوال

ہر آنے والا پلٹے گا۔ جو گیا وہ گویا تھا ہی نہیں۔

زوال

دنیا میں انسان ایک نشانہ ہے، جس پر موت تیر چلاتی رہتی ہے۔ وہ کسی لٹے ہوئے قافلے کی طرح ہے کہ مصیبتیں اس پر ہر طرف سے آتی ہیں۔ اسے ہر گھونٹ میں اچھو اور ہر نوالے میں دکھ ہے۔ کسی شخص کو کوئی دوسری نعمت اس وقت ملتی ہے جب ایک نہ رہے۔ وہ زندگی کے کسی نئی دن کا استقبال اس وقت کرتا ہے جب موت کا ایک وار کم کر دے۔ ہم تو موت کے مددگار ہیں اور فنا کے نشانے، تو پھر بقاء کی اُمید کیسے کریں، جب کہ دن رات کسی چیز کو بلند ہوتے نہیں دیکھتے بلکہ دونوں اس بنائی ہوئی چیز کو گرانے کے لیے جلدی جلدی پلٹ کر آتے ہیں اور انھوں نے خود جسے جمع کیا ہے اسے متفرق کر دیتے ہیں۔

ظالم و مظلوم

مظلوم کا دن ظالم کے لیے اس دن سے زیادہ سخت ہے جو ظالم کو مظلوم کے خلاف ملا تھا۔

ظالم و مظلوم

ظالموں کے تین دستور ہیں؛ اپنے سے بَرتر کی نافرمانی کرنا، کمزور کو دبانا، دوسرے ظالموں کی پشت پناہی کر کے ستم ڈھانا۔

ظالم و مظلوم

عمار! (حضرت ابن یاسر) چھوڑو (ان ظالموں کو)۔ انہوں نے تو دین سے صرف اتنا ہی لیا ہے جو انہیں دنیا سے قریب کر دے۔ انہوں نے جانتے بوجھتے ہوئے معاملات کو اپنے لیے مشتبہ کر لیا ہے کہ ان شبہات کو اپنی لغزشوں کے لیے عذر بنالیں۔

ظالم و مظلوم

بے شک اللہ تعالیٰ نے جبّاروں کو اس وقت تک ہلاک نہیں کیا جب تک ان کو عیش و فراخی عطا نہیں کر دی اور کسی امت کی ہڈی کو اس وقت تک نہیں جوڑا جب تک پہلے ان پر شدت و صعوبت نازل نہیں کر دی۔

ظالم و مظلوم

قیامت کے لیے بدترین سامان بندگانِ خدا پر ظلم ہے۔

ذلیل (مظلوم) میرے نزدیک عزیز و محترم ہے یہاں تک کہ اس کا حق ظالم سے واپس لے لوں۔ قوی و ستم گار میرے نزیک ناتواں ہے تاوقتیکہ مظلوم کا حق اس سے چھین نہ لوں!

مقابلہ

کسی کو مقابلے کے لیے نہ للکارو۔ اگر خود تمہیں پکارا جائے تو منظور کر لو کیونکہ پکارنے والا باغی ہوتا ہے۔

مقابلہ

جب کام سے ڈر لگتا ہو اس پر جا پڑو کیونکہ کسی چیز سے بچاؤ اس سے ڈرنے سے زیادہ اہم ہے۔

شرکت

خوش حال کے کاروبار میں شرکت کرو کیونکہ وہ فراخی کے لائق اور منافع اندوزی کا اہل ہے۔

شرکت

آدمی کے مال میں دو شریک ہوتے ہیں؛ وارث اور حوادثِ زمانہ۔

قناعت

قناعت وہ دولت ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔

ملک قناعت کافی ہے اور حسنِ خُلق ایک بڑی نعمت ہے۔

قناعت

قانع کو بہترین زندگی ملے گی۔

قناعت

جو خُدا کی دی ہوئی نعمت پر راضی رہتا ہے وہ کسی چیز کے جانے کا غم نہیں کرتا۔

قناعت

جو موت کو زیادہ یاد کرے وہ دنیا کی تھوڑی سی نعمت پر راضی ہو گا۔

قناعت

اسلام سے بہتر شرف، تقویٰ سے اچھی عزّت، پرہیز گاری سے زیادہ مضبوط پناہ گاہ، توبہ سے زیادہ کامیاب سفارش، قناعت سے بہتر غنی کرنے والا خزانہ اور ضروری روزی پر خوش رہنے سے زائد محتاج کو دینے والا مال دنیا میں کوئی نہیں۔ جس نے کفایت بھر روزی پر اکتفا کر لی، اس نے سکون کا انتظام کر لیا اور فراغت واطمینان میں گھر بنالیا۔ شوق تھکن کی کنجی اور تکان کی سواری ہے، لالچ تکبّر و حسد گناہوں میں داخل ہونے کے اسباب ہیں اور شر تمام عیوب کا جامع ہے۔

قناعت

ہر اکتفا کرنے والی چیز کافی ہے۔ زیادہ کی ضرورت نہیں۔

پردہ پوشی

(خدا سے) ڈرو۔ خدا کی قسم! اس نے گناہوں کو یہاں تک چھپایا کہ گویا بخش دیا۔

پردہ پوشی

جسے شرم اپنا لباس پہنا دیتی ہے، لوگ اس کے عیب نہیں دیکھ پاتے۔

دولت

مسافرت میں دولت مندی وطن کا مزہ دیتی ہے اور غربت وطن کو مسافرت بنادیتی ہے۔

دولت

دولت خواہشات کا سرچشمہ ہے۔

دولت

اپنے نفس کے سرپرست بنو اور اپنے مال کا ایسا کچھ کرو کہ اس کا مصرف تمہارے بعد تمہاری مرضی کے مطابق کیا جائے۔

دولت

آدمی اولاد کے مرنے پر آرام کر لیتا ہے مگر دولت چھن جانے پر نہیں سوتا۔

دولت

مومنوں کا سر گروہ مَیں اور بدکاروں کا سر گروہ مال ہے۔

دولت

دوسرے کی چیزوں کی امید نہ کرنا سب سے بڑی سرمایہ داری ہے۔

دولت

عفت، مفلسی اور شکر دولت مندی کی زینت ہے۔

دولت

اپنے ایک گورنر کی عظیم الشان عمارت دیکھ کر فرمایا: روپہلے سکے اپنا سر نکالے ہیں۔ عمارت سرمایہ داری کی غمازی کر رہی ہے۔

دولت

جس طرح نگاہِ قدرت تمہیں عتاب سے لرزاں دیکھتی ہے، اسی طرح نعمت میں بھی خوفزدہ دیکھے۔ بے شک جس کی ملکیت میں وسعت ہو اور وہ اسے عذاب کی طرف بڑھنے کا سبب نہ سمجھے، تو گویا وہ خوفِ عذاب سے بے پرواہے، اور جو تنگدست ہو اور اس حالت کو امتحان نہ سمجھے، اس نے گویا ثواب و رضا مندی کو ہاتھ سے دے دیا۔

دولت

کسی کو دو حالتوں پر بھروسا کرنا چاہیے، صحت اور سرمایہ داری پر کہ ابھی تندرست دیکھتے اور ابھی بیمار، ابھی غنی ہے اور فوراً ہی بعد محتاج۔

غنی اور فقیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جب تک خدا کے سامنے پیش نہ کر دیا جائے۔

صدقہ دے کر ایمان کو استوار کرو اور زکوٰۃ دے کر دولت کی حفاظت کرو۔

دولت

بہترین تونگری ترکِ آرزو ہے۔

دولت

اہل و عیال کی کمی ایک قسم کی سرمایہ داری ہے، دوستی اور محبت آفرینی آدھی عقل اور رنج و غم آدھا بڑھاپا ہے۔

صبر

صبر کی دو قسمیں ہیں، ناپسندیدہ چیز پر صبر اور محبوب چیز نہ ملنے پر صبر۔

صبر

اشعث (ایک صحابی)! اگر اپنے فرزند پر غم کرو گے تو تمہاری محبت کا یہی تقاضا ہے اور اگر صبر کرو گے تو خدا کی طرف سے ہر مصیبت میں بدلہ ملے گا۔

اشعث! اگر تم نے صبر کیا تو خدا کا فیصلہ ہو چکا ہے، تمہیں اجر ملے گا اور اگر گھبرا گئے تو بھی خدا کا فیصلہ اپنی جگہ پر ہے۔

اشعث! تمہارا بیٹا تمہیں خوش تو کرتا تھا مگر وہ ایک امتحان تھا، اب تمہیں غمگین کیا تو اس میں ثواب اور رحمت ہے۔

صبر

جس نے خود سے صبر کر لیا، اس نے آزاد اور شریفانہ صبر کیا ورنہ احمقوں کی طرح تسلی تو ہو ہی جائے گی۔

صبر

اگر معزز لوگوں کی طرح صبر کر لیا تو خیر ورنہ جانوروں کی طرح چپ ہونا پڑے گا۔ غم تازیانہ بن کر خود تمہیں چپ کرا دے گا۔

صبر

رسولِ اکرم ﷺ کو دفن کرتے وقت فرمایا:

صبر اچھی چیز ہے مگر آپ کے بارے میں نہیں اور صبر نہ کرنا برا ہے مگر آپ پر نہیں۔ آپ کا غم تو بہت بڑا غم ہے، آپ سے پہلے اور بعد تو کچھ بھی نہیں۔

صبر

صابر اپنی کامیابی ضائع نہیں کرتا۔ زمانہ خواہ کتنا ہی گزرے (کامیاب ضرور ہو گا)

صبر

جسے صبر نے نجات نہ دی اسے بے صبری نے تباہ کر دیا۔

اِحتیاط

بھوکے شریف اور پیٹ بھرے رذیل سے ڈرو۔

اِحتیاط

جاہل (اپنی روش میں) آگے بڑھ جاتے ہیں اور عالم ٹالتے رہتے ہیں۔

اِحتیاط

خدا کے واسطے کم از کم یہ تو کرو کہ گناہ میں اس کی نعمتوں سے مدد نہ لو۔

اِحتیاط

فکر ایک صاف آئینہ ہے اور عبرتیں ڈرانے والی ناصح ہیں۔ تمہارے بچنے اور احتیاط کرنے کے لیے وہی چیزیں بہت ہیں جنہیں دوسروں میں دیکھ کر ناپسند کرتے ہو۔

اِحتیاط

بات تمہاری قید میں ہے مگر اس وقت تک جب تک تم چپ ہو۔ جب بول دیئے تو اس کے پابند ہو گئے۔ اس لیے زَبان کی اس طرح حفاظت کرو جیسے اپنے سونے اور چاندی کی حفاظت کرتے ہو۔ بہت سے الفاظ نعمتیں چھین لیتے ہیں اور عذاب میں ڈال دیتے ہیں۔

جو نہ جانتے ہو وہ نہ کہو بلکہ ہر معلوم بات بھی نہ کہو کیونکہ خداوندِ عالم نے تمہارے تمام اعضاء جوارِح پر کچھ فرائض مقرر کیے ہیں جن سے قیامت کے دن حجت قائم کی جائے گی۔

اِحتیاط

تمہارے نفس کی اصلاح کے لیے یہی کافی ہے کہ جو باتیں دوسروں کے لیے ناپسند کرتے ہو ان سے بچو۔

اِحتیاط

جب کسی آدمی میں کوئی پسندیدہ صفت دیکھو تو دوسری صفات کا انتظار کرو (دھوکا نہ کھاؤ)۔

اِحتیاط

جس شخص نے کفایت شعاری اور درمیانہ روی سے کام لیا وہ محتاج نہ ہوا۔

اِحتیاط

اکثر یہ ہوا ہے کہ ایک لقمے نے کئی وقت کی غذاؤں کو روک دیا ہے۔

خُوش اَخلاقی

انسانوں کے دل وحشی ہوتے ہیں۔ جو انہیں موہ لے اسی پر جھک جاتے ہیں۔

حُسنِ اَخلاق سے اچھا کوئی ہم نشین نہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی پرہیز گاری نہیں کہ شبہ کے مقامات پر رک جائے۔ تفکر سے بڑھ کر کوئی علم نہیں۔

بے وقوفی

بے وقوفی سب سے بڑی فقیری ہے۔

بے وقوفی

احمق سے دوستی نہ کرنا کیونکہ وہ چاہے گا نفع پہنچانا مگر کرادے گا نقصان۔

بے وقوفی

بے وقوف کو دوست نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنے کام خوب صورت بنا کے دکھائے گا اور چاہے گا کہ تم بھی اس جیسے ہو جاؤ۔

بے وقوفی

خو غیروں کے عیب دکھاتا ہے اور ناپسند کرتا ہے پھر اپنے لیے وہی کردار پسند کرتا ہے، وہ احمق ہے۔ جو اپنے عیب دیکھتا ہے، وہ دوسروں کے عیب دیکھنے سے بچتا ہے۔

بے وقوفی

بے وقوفی کی باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ امکان سے پہلے جلد بازی اور موقع ملنے پر سستی کی جائے۔

جو شخص ایک مرتبہ بھی فضول بات کرتا ہے وہ اپنی عقل کا ایک حصہ ختم کر دیتا ہے۔

بے وقوفی

جاہل ہمیشہ افراط کرتا ہے یا تفریط۔

بے وقوفی

بدترین فقر بے وقوفی ہے۔

بے وقوفی

لوگ جس سے ناواقف ہیں اس کے دشمن ہیں۔

احساسِ کمتری و برتری

شام کے ایک سفر میں جب لوگ پاپیادہ آپ کے ہمرکاب چلنے لگے تو آپ نے فرمایا:

خدا کی قسم! اس سے تمہارے حاکموں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ اس طرح تم دنیا میں بھی مشقت اٹھاتے ہو اور آخرت میں بھی اپنے سر بدبختی لیتے ہو جو بڑی نقصان دہ ہے۔ کس قدر نفع بخش ہے وہ راحت جس کے ساتھ جہنم سے بچت ہے۔

احساسِ کمتری و برتری

وہ لوگ جنہیں ان کی کمتری و بے یار و مدد گاری نے حکومت حاصل کرنے سے روک دیا ہے اور مجبوری نے اس صورتِ حال کا پابند بنا دیا ہے، انہوں نے اپنی بے عملی کو قناعت کا نام دے رکھا ہے اور زاہدوں کا لباس پہن لیا ہے۔ حالانکہ صبح ہو یا شام، انہیں اصحابِ زُہد و طاعت سے کوئی رابطہ نہیں۔

سخاوت

سخی بنو مگر فضول خرچ نہیں۔ حساب کتاب رکھو مگر سخت گیر نہ بن جاؤ۔

سخاوت

سخاوت یہ ہے کہ مانگنے سے پہلے عطا ہو۔ وہ سخاوت جو سوال کے بعد ہو وہ شرم کا تحفظ اور مذمت سے بچاؤ ہے۔

سخاوت

جو چھوٹے ہاتھ سے دے گا، بڑے ہاتھ سے پائے گا۔

سخاوت

خدا کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو خدا نے اپنی نعمتوں کے لیے مختص کیا ہے تا کہ دوسروں کو فائدہ ہو۔ خدا انہیں وہ نعمتیں دیتا ہے جو وہ دوسروں کو عطا کرتے ہیں۔ اگر وہ نعمتوں کو روکتے ہیں تو خدا اس سے لے کر دوسروں کو دے دیتا ہے۔

سخاوت

کسی نے حضرتؓ سے پوچھا کہ عدل و سخاوت میں کون بہتر ہے۔ حضرتؓ نے فرمایا:

عدل معاملات کو بر محل انجام دیتا ہے اور جُود ان کو آگے بڑھاتا ہے۔ عدل ایک عام منتظم ہے اور جُود ایک مخصوص اور غیر مستقل بات۔ اس لیے عدل اشرف ہے اور جُود سے افضل۔

سخاوت

سوال پورے کرنے کا حُسن تین باتوں میں ہے؛ عطا کو حقیر سمجھنا اور اس کے ظاہر نہ ہونے کی سعی کرنا، اِحسان کو خوش گوار بنانے کے لیے جلدی کرنا، یعنی کسی کو دو تو اس شرط پر کہ بہت دینے کے بعد بھی یہ سمجھو کہ کم ہے، مشہور نہ کیا جائے اور جو کچھ دو اسے جلدی دو تا کہ وہ انتظار کی زحمت نہ اٹھائے۔

اِخفائے راز

انسان جو بات اپنے دل میں چھپاتا ہے، زبان سے اتفاقاً نکلے ہوئے الفاظ اور چہرے کے اتار چڑھاؤ سے وہ بات ظاہر ہو جاتی ہے۔

اِخفائے راز

فتح، خود اعتمادی پر، خود اعتمادی، بار بار سوچنے پر، اور سوچنا، حفاظتِ راز پر موقوف ہے۔

اِخفائے راز

جس نے بھید کو چھپایا، اس نے اپنے اختیار کو اپنے ہاتھ میں رکھا۔

اِخفائے راز

جس نے اپنا راز چھپایا، اُس نے خوبی اور بہتری کو پایا۔

عالی نسبی

جس کا عمل سست ہو، اس کا خاندان اس کو تیز رفتار نہیں بنا سکتا۔

عالی نسبی

جس نے ذاتی وجاہت کھودی، آباواجداد کا شرف اس کے کیا کام آئے گا؟

عالی نسبی

حَسَب اور خوش اَخلاقی سب سے زیادہ قابلِ عزت ہے۔

عالی نسبی

سب سے بڑی شرافت حُسنِ خُلق ہے۔

وقت کی اہمیت

خوف اور (بزدلی کی) حیا کا نتیجہ ناکامی ہے۔ فرصت کی گھڑی اس طرح گزرتی ہے جیسے بادل۔ اس لیے فرصت کے وقت اٹھ کھڑے ہو۔

وقت کی اہمیت

ہر عجلت پسند مہلت کا وقت چاہتا ہے (کہ اور عمل کرے)۔ ہر صاحبِ فرصت مستقبل کا بہانہ ڈھونڈتا ہے (پھر بھی کچھ نہیں کرتا)۔

وقت کی اہمیت

وقتِ فرصت کا ہاتھ سے دینا غم کا سبب ہے۔

بُلند ہمتی

جوانمردوں کی غلطیوں سے چشم پوشی کرو۔ جب ان سے کوئی لغزش سرزد ہوتی ہے تو امدادِ غیبی انہیں سہارا دیتی ہے اور توفیقاتِ الٰہی ان کے ساتھ ہوتی ہیں۔

بُلند ہمتی

بیماری میں جہاں تک چل سکتے ہو، چلو۔

بُلند ہمتی

حِلم اور نرم مزاجی دونوں جوڑی دار ہیں جن کا نتیجہ ہے بلند ہمتی۔

بُلند ہمتی

ڈر ناکامی سے ملا ہوا ہے۔

اُمید

جس نے اپنی باگ ڈور اُمیدوں کے ہاتھ میں دے دی، اس نے موت کی ٹھوکر کھائی۔ (امید سے مراد غالباً امیدِ بے عمل ہے)۔

اُمید

سب سے بڑی دولت مندی یہ ہے کہ امیدیں منقطع ہو جائیں۔

اُمید

جو شخص طولانی امیدیں رکھے گا وہ اپنے کردار کو تباہ کر لے گا۔

اُمید

لالچ وہ سرچشمہ ہے جہاں سے واپسی نہیں ہوتی۔ یہ ایک ایسا ضمانت دار ہے جو وفا نہیں کرتا۔ کبھی کبھی پانی پینے والے کو سیر اب ہونے سے پہلے اچھو ہو جاتا ہے۔ جو پسندیدہ چیز زیادہ عزیز ہو گی، اس کے جانے کا اتنا ہی زیادہ رنج ہو گا (لہٰذا کسی سے زیادہ دل نہ لگاؤ)۔ امیدیں بصیرت کی روشنی زائل کر دیتی ہیں۔ قسمت کا لکھا انسان تک پہنچ جاتا ہے خواہ وہ کوشش نہ بھی کرے۔

اُمید

میں پانچ باتوں کی نصیحت کرتا ہوں جس کے لیے اگر سواریاں تیار کرنا اور سفر کرنا پڑے تو بھی ٹھیک ہے۔ تم میں سے کوئی خدا کے علاوہ کسی سے کچھ امّیدیں نہ کرے، اپنے گناہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے، جس کسی سوال کے جواب معلوم نہ ہو تو "نہیں معلوم" کہنے میں شرم نہ کرے، نامعلوم بات کو معلوم کرنے میں حیانہ کرے، صبر ضرور کرے کیونکہ صبر و ایمان میں وہ رشتہ ہے جو سر اور جسم میں ہے؛ جس بدن پر سر نہ ہو وہ بدن کس کام کا اور وہ ایمان ہی نہیں جس کے ساتھ صبر نہ ہو۔

اُمید

فقیہ اور پورا فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو رحمتِ خدا سے مایوس نہ کرے، خدا کی طرف سے حاصل ہونے والی مسرتوں سے ناامید نہ کرے اور خدا کی تدبیر و جزا سے مطمئن کر دے۔

اُمید

مجھے تمہارے بارے میں دو چیزوں کا سب سے زیادہ خوف ہے۔ ایک خواہشات کی پیروی، دوسری طولِ امل۔ خواہشِ نفس انسان کو حق سے دور کر دیتی ہے اور طولِ امل آخرت کو فراموش کر دیتا ہے۔

اُمید

آرزو عقل کو بھلاوے میں ڈال دیتی ہے۔ لہٰذا ہر غلط امید کو جھٹلاؤ کیونکہ یہ امید نہیں، فریب ہے۔ آرزومند فریب خوردہ ہے۔

اُمید

آج تم امید اور آرزو کی دنیا میں زندگی بسر کر رہے ہو جس کے پیچھے موت ہے۔ جس نے عہدِ آرزو میں موت آنے سے قبل کچھ نیک کام کر لیا، اس کے نیک عمل نے فائدہ پہنچایا، اس کی موت اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ جس نے اپنے عہدِ آرزو میں موت سے قبل کوئی کوتاہی کی تو گویا اس کا عمل رائیگاں گیا۔ اس کی موت اسے نقصان پہنچائے گی۔

تقدیر و تدبیر

ہر بات قضا و قدر کی تابع ہے۔ بہت سی تدبیریں ناکام ہو جاتی ہیں۔

تقدیر و تدبیر

تقدیر، تدبیر پر غالب آ جاتی ہے، یہاں تک کہ تدبیر آفت بھی بن جاتی ہے۔

تقدیر و تدبیر

کسی بندے کی تدبیر کتنی ہی اہم، مطالبہ کتنا ہی سخت اور چالاکی کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو مگر خدا بلاشبہ اس کو لوحِ محفوظ میں متعین حصے سے زائد نہیں دیتا۔ کسی کی کمزوری، بے چارگی اور تقدیر کے مقررہ امور میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی۔ اس راز کو جاننے والا اور اس پر عمل کرنے والا بڑی راحت و آسائش میں ہے، اس نکتے کو چھوڑنے والا اور اس میں شک کرنے والا زیادہ مضرت میں۔ بہت سے دولت مند اور قسمت والے ہیں جو آہستہ آہستہ عذاب کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ بے شمار احسانوں میں محصور اور بلاؤں میں گرفتار ہیں۔ لہٰذا، اے سننے والے! شکر میں زیادتی کر، جلد بازی میں سست ہو جا اور رزق و دولت کی انتہا پر رک جا۔

شکر و ناشکری

جب تم پر نعمتوں کا آغاز ہو جائے تو ناشکری کر کے آنے والی انتہائی نعمتوں کو نہ روکو۔

شکر و ناشکری

جب تم دیکھتے ہو کہ خدا برابر تمہیں نعمتیں دے رہا ہے اور اس پر بھی تم گناہ کرو تو ڈرو۔

شکر و ناشکری

خداوندِ عالم کا ہر نعمت میں حق ہے۔ جو اس حق کو ادا کرے گا، اسے نعمت میں زیادتی نصیب ہو گی، اور جو کوتاہی کرے گا، وہ زوالِ نعمت میں مبتلا ہو گا۔

شکر و ناشکری

نعمتوں کا حق ادا نہ کر کے انہیں دور کرنے سے ڈرو کیونکہ کوئی گئی ہوئی چیز واپس نہیں آیا کرتی۔

شکر و ناشکری

اگر خدا نے گناہ سے نہ ڈرایا ہوتا، تب بھی گناہ نہ کرنا چاہیے تھا تاکہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا ہو جائے۔

جو دنیا میں صبح کو شکرِ خدا نہیں کرتا، وہ قضا و قدرِ الٰہی سے ناراض ہے۔ جو نازل شدہ مصیبت کی شکایت کرتا ہے، وہ گویا اپنے خدا کا شکوہ کرتا ہے۔ جو سرمایہ دار کے پاس جائے اور اس کی دولت سے متاثر ہو کر اس کی تعظیم کرے، اس کا دو تہائی دین گیا۔ جو قرآن پڑھنے کے باوجود جہنم میں جائے، وہ گویا آیاتِ خدا کو مذاق جانتا ہے۔ جس نے محبتِ دنیا میں دل لگا لیا، اسے تین چیزیں لگ جائیں گی؛ مسلسل غم، لگاتار لالچ اور ناکام آرزوئیں۔

حِلم

حلم و بردباری ایک خاندان ہے۔

حِلم

حلم ایک چھپانے والا حجاب ہے، عقل ایک تیز تلوار ہے۔ تم اپنے اخلاق کی کمزوریاں حلم میں چھپاؤ اور اپنی خواہشات کو عقل کی تلوار سے قتل کر دو۔

حِلم

بردبار کو اس کے حلم سے پہلا عوض تو یہ ملتا ہے کہ لوگ جاہل کے مقابلے میں اس کے معاون ہوتے ہیں۔

حِلم

اگر تم بردبار نہیں ہو تو بننے کی کوشش کرو کیونکہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کوئی کسی جماعت سے مشابہ ہوا مگر اس میں شمار نہیں کیا گیا۔

حِلم

اپنی رائے ان حقائق میں استعمال نہ کرو جن کی گہرائی تک تمہاری نگاہ نہ پہنچ سکے یا غور و فکر کی رسائی نہ ہو سکے۔

انکساری

سرمایہ داروں کا فقیروں سے جھک کر ملنا اگر خوشنودیٔ خدا کے لیے ہو تو کس قدر اچھا ہے اور اس سے اچھا یہ ہے کہ فقیر خدا پر بھروسا کرتے ہوئے دولت مند سے ناز کریں۔

انکساری

خدایا! تو میرے بارے میں زیادہ واقف ہے اور میں اپنے بارے میں لوگوں سے زیادہ باخبر ہوں۔ خدایا! ہمیں ان کے خیال کے مطابق اچھا بنادے اور جو باتیں یہ نہیں جانتے انہیں معاف فرمادے۔

انکساری

جس کی شاخ نرم ہو گی، اس کی ٹہنیاں زیادہ ہوں گی۔

غیبت

غیبت کسی عاجز کی آخری کوشش ہے۔

دوسرے کی عدم موجودگی میں ذکرِ خیر کرو تاکہ تمہاری غیر حاضری میں تمہارا تذکرہ اچھے لفظوں میں ہو۔

موقع محل

جب دنیا اور دنیا والوں کے حالات ٹھیک ہوں اور کوئی شخص کسی ایسے شخص کے لیے برا خیال کرے جس سے اسے کوئی نقصان نہ پہنچا ہو تو وہ ظلم کرتا ہے اور جب زمانہ پُر آشوب ہو اور لوگوں کی حالت خراب ہو تو اگر کوئی کسی کے بارے میں اچھا خیال کرے تو وہ دوسروں کو دھوکا دیتا ہے۔

موقع محل

فیصلہ کے وقت خاموشی اسی طرح بری ہے جیسے ناواقفیت و جہالت کی بات کرنا۔

عورت

عورت سراپا آفت ہے اور اس سے زیادہ آفت یہ ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔

عورتوں کی اچھی عادتیں مردوں کی بدترین صفتیں ہیں؛ اترانا، بزدلی اور کنجوسی۔ جب عورت اتراتی ہے تو اپنے اوپر کسی کو قابو حاصل کرنے نہیں دیتی اور جب کنجوس ہو تو اپنا اور شوہر کا مال بچاتی ہے اور جب بزدل ہو تو ہر آنے والی مصیبت سے ڈرتی ہے۔

عورت

حضرت اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک حسین عورت ادھر سے گزری جسے بعض لوگوں نے دُزدیدہ نگاہوں سے دیکھا تو حضرت نے فرمایا:

ان مردوں کی نگاہیں جنسی ہیجان کا باعث ہوتی ہیں۔ تم میں سے جب کوئی کسی خوب صورت عورت کو دیکھے تو اپنی بیوی سے رجوع کرے کیونکہ عورت عورت کے برابر ہے۔

تحریر

دوات صاف رکھو، قلم کی زبان لمبی ہو، سطروں کا فاصلہ کافی ہو، حروف کو ملا کر لکھو۔ یہ بات خط و تحریر کے نکھار کا موجب ہوتی ہے۔

تحریر

سیاہی کو رواں کر، قلم کے میدان کو وسعت دے اور بین السطور کو کشادہ رکھ کیونکہ اس طرح لکھنا زیبائشِ خط کے لیے ضروری ہے۔

اقوالِ دانش

مشرق و مغرب کا فاصلہ سورج کی ایک دن کی مسافت کے برابر ہے۔

اقوالِ دانش

سوال کیا گیا کہ خدا اتنی خلقت کا حساب کیسے کرے گا۔

جواب دیا: جس طرح انہیں رزق دیتا ہے۔

سوال کیا گیا کہ حساب کے وقت لوگ اسے دیکھیں گے نہیں؟

جواب دیا: جس طرح نظر آئے بغیر رزق دیتا ہے۔

اقوالِ دانش

فلسفی کی بات اگر ٹھیک ہوتی ہے تو دوا، اور اگر غلط ہوتی ہے تو مرض بن جاتی ہے۔

اقوالِ دانش

پرانے آدمی کی رائے مجھے نوجوان کی بہادری سے زیادہ محبوب ہے۔

اقوالِ دانش

جب مفلس و بے زر ہو جاؤ تو صدقہ دے کر خدا سے لین دین کرو۔

اقوالِ دانش

بے وفاؤں سے وفاداری خدا کے نزدیک بے وفائی اور بے وفاؤں سے بے وفائی خدا کے نزدیک وفاداری ہے۔

اقوالِ دانش

عقل سے زیادہ مفید کوئی مال نہیں۔ خود پسندی سے زیادہ وحشت خیز کوئی تنہائی نہیں۔ تدبیر سے بہتر عقل نہیں۔ تقویٰ سے بہتر کرم نہیں۔ تہذیب و ادب کے مقابلے میں کوئی ترکہ نہیں۔ توفیق سے اچھا کوئی رہنما نہیں۔ نیک عمل سے اچھی کوئی تجارت نہیں۔ ثواب سے بہتر کوئی منافع نہیں۔ ورع کا مطلب ہی یہ ہے کہ شبہ کے موقع پر ٹھہرا نہ جائے۔ ترکِ حرام سے بہتر کوئی زہد نہیں۔ غور و فکر سے بہتر کوئی علم نہیں۔ فرائض کی ادائی سے اچھی کوئی عبادت نہیں۔ ایمان کی حقیقت ہے حیا۔ اور صبر و انکساری سے بہتر کوئی شرف نہیں۔ علم سے بہتر کوئی عزت نہیں۔ مشورے سے بہتر کوئی اقدام بھروسے کے قابل نہیں۔ تمہیں اس کی پیروی کرنا واجب ہے جس سے ناواقفیت کی وجہ سے معذور نہ سمجھے جاؤ (جس سے واقف ہو)۔

اقوالِ دانش

شر کی جڑ دوسرے کے دل سے یوں کاٹو کہ پہلے اپنے سینے سے اسے اکھیڑ ڈالو۔

اقوالِ دانش

لالچ دائمی غلامی ہے۔

اقوالِ دانش

سخاوت آبرو کی محافظ ہے۔ علم بے وقوف کا منہ بند کرنے والا ہے۔ معافی کامیابی کی زکوٰۃ ہے۔ بے وفا سے علیحدگی بے وفائی کا بدلہ ہے۔ مشورہ طلبی ہدایت ہے۔ جو رائے سے بے فکر ہے وہ مصیبت میں پڑتا ہے۔ صبر، مصائبِ زمانہ سے مقابلہ کرتا ہے۔ بے صبری زمانے کی بے رخی میں اس کی مددگار اور ترکِ آرزو سب سے بڑی دولت مندی ہے۔ کتنی ہی عقلیں ہیں جو امیروں کی ہوا و ہوس کی اسیر ہیں۔ تجربے کو یاد رکھنا ایک توفیقِ الٰہی ہے۔ محبت ایک مفید رشتہ داری ہے۔ جو خود ہی دل تنگ ہو، اس سے مطمئن نہ رہو کہ کیا معلوم کس وقت کیا کر گزرے۔

اقوالِ دانش

زیادہ خاموش رہنے سے رعب اور انصاف سے ہمدردی کرنے والے زیادہ ہوتے ہیں۔ احسان سے عزت بڑھتی ہے۔ تواضع سے خدا کی نعمتیں پوری ہوتیں ہیں۔ محنت و مشقت کرنے سے سرداری و قیادت ضروری ہو جاتی ہے۔ خوش کرداری سے دشمن زیر ہوتا ہے۔ احمق کے ساتھ بردباری کا برتاؤ کرنے سے مددگاروں کی زیادتی ہوتی ہے۔

اقوالِ دانش

کسی ایسی بات پر اپنے کو بد گمان نہ کرو جس سے کوئی اچھا پہلو بھی نکلتا ہو۔

اقوالِ دانش

جس نے دوسروں کی رائے کا استقبال کیا، اس نے خطا کے مواقع کو پہچان لیا۔

اقوالِ دانش

سرداری، فراغ خوصلگی سے حاصل ہوتی ہے۔

اقوالِ دانش

جو شخص اپنی قوم کے خلاف دعوتِ شمشیر دے اور دشمنوں کی تلواروں کی رہنمائی کرے، اس سے نہ اپنے محفوظ رہ سکتے ہیں اور نہ بیگانے امن کی توقع رکھ سکتے ہیں۔

اقوالِ دانش

ہم ایسے زمانے میں ہیں کہ بہت سے لوگ مکر کو ہوش مندی سمجھے ہوئے ہیں اور نادانوں نے انہیں مدبّر قرار دے رکھا ہے۔

اقوالِ دانش

گھر میں لوٹ کا ایک ایک پتھر ویرانے کے ہاتھ رہن ہے، حرام مال کی تعمیر مٹ کے رہے گی۔

اقوالِ دانش

جب جواب مبہم ہوتے ہیں تو حق واضح نہیں ہوتا۔

اقوالِ دانش

جلد بازی ایک قسم کا پاگل پن ہے۔ جلد باز یقیناً شرمندہ ہوتا ہے۔ اگر وہ شرمندہ نہ ہو تو سمجھ لو کہ پاگل پن پختہ ہو چکا ہے۔

اقوالِ دانش

لوگ جس کو مبارک باد دیتے ہیں، زمانے نے اس کے لیے ایک برا دن چھپا رکھا ہے۔

اقوالِ دانش

پتھر جس طرف سے آئے، ادھر ہی پھینک دو کیونکہ شرارت کا جواب شرارت ہے۔

اقوالِ دانش

عصمت کی ایک قسم وہ بھی ہے کہ انسان گناہ کر ہی نہ سکے۔

اقوالِ دانش

جسے یہ معلوم ہو کہ اس کا کلام عمل کے مطابق ہے، وہ کم بولے گا اور بولے گا تو اس وقت جب ضرورت ہو۔

اقوالِ دانش

سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ تم کسی پر وہ عیب لگاؤ جو خود تم میں موجود ہے۔